# مالک و مختار

## دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم
اما بعد
فاعوذبالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
ولاوربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم
محبت سے درودوسلام
الصلوٰة والسلام علیك یارسول الله
وعلیٰ الك واصحابك یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! آج کے اس خطبۂ جمعہ المبارک میں نبی دوجہاں ﷺ کا مالک ومختار ہونا بیان کیا جائے گا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کے مطابق صحیح صحیح، حق حق، صاف صاف، شفاف شفاف بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ہم سب کو اس کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

حضور حاکم ہیں:

محترم سامعین کرام! ہمارا عقیدہ ہے کہ محبوب کبریاء ﷺ خدا کے بعد اس کی عطا سے ساری کائنات کے مالک ومختار ہیں۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمت فرماتے ہیں۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا!!
سارا جہاں ہے آپ کے قبضۂ و اختیار میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم
''اے محبوب (ﷺ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مؤمن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑے ان میں'' (سورۃ النساء' آیت ۶۵)۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حرہ کی ایک نہر میں ایک انصاری سے جھگڑا کیا۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے زبیر تم زمین سیراب کرلو پھر اپنے ہمسائے کے لئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کی پھپھی کا لڑکا ہے (کیونکہ حضرت زبیر محبوب دوجہاں ﷺ کی پھپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے)۔ یہ سن کر سید عالم ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا اے زبیر خوب سیراب کرو پھر اسے روکو حتی کہ دیواروں تک پہنچ جائے پھر اپنی ہمسائے کے لئے چھوڑو اور نبی کریم ﷺ نے زبیر کا حق ظاہر حکم میں پورا کردیا جبکہ انصاری نے آپ کو غصہ میں ڈالا تھا' حالانکہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو وہ مشورہ دیا تھا جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

میں یہی خیال کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس فیصلہ میں نازل ہوئی کہ اے حبیب ﷺ تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑے ان میں (بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۶۶۰)۔

فان تنازعتم فی شئی فردوھالی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخرۃ ذالك خیر و احسن تاویلا ''پس اگر تم جھگڑ نے لگو کسی چیز میں تو لوٹا دوا سے اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو' یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام'' (سورۃ النسآء' آیت ۵۹)۔

دوستو! اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی حاکم' رسول بھی حاکم۔ حکم ہے خدا کا' نفاذ ہے مصطفےٰ ﷺ کا۔ لہذا دونوں حاکم ہیں' دونوں کو حاکم کہنا' جاننا' ماننا شرک نہیں بلکہ قرآن کی آیت پر عمل ہے کہ تم اپنے تنازعات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ تو کسی کے سامنے نہ آیا نہ آئے گا۔ لہذا وہ جب بھی حکم فرمائے گا' زبان رسول ﷺ سے فرمائے گا۔ اس لئے فرمایا کہ من یطع الرسول فقد اطاع الله ''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی تحقیق اس نی اللہ کی اطاعت کی'' (سورۃ النسآء آیت ۸۰)۔

مطلب صاف واضح ہے جس نے مالک دوجہاں ﷺ کو حاکم مانا اس نے اللہ کو ہی حاکم مانا۔ جس نے رحمت دوجہاں ﷺ کو مختار مانا اس نے پروردگار کو مختار مانا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا
ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کہا

## غائت ایمان:

محترم سامعین کرام! ایمان کی غائت یہ ہے کہ مالک دوجہاں ﷺ کو حاکم و مختار جانو۔ فرمایا کہ ایمان دار نہیں ہو سکتے کب تک۔ جب تک آپ کو حاکم نہ بنالیں۔ لایؤمنون حتی یحکموك علم نحو والوں سے پوچھیں کہ حتی کیوں بولا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حتی لانتماء الغائۃ حتی نمائت انتہاء کی لئے آتا ہے جسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسورد من الفجر ''اور کھاؤ اور پیو حتی کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورسیاہ ڈورسے صبح کے وقت'' (سورۃ البقرہ' آیت ۱۸۷)۔

دوسرے مقام پر فرمایا کہ لیلۃ القدر کی رات میں فرشتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر

اترتے ہیں اور یہ سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے۔ فرمایا۔ ھی حتی مطلع الفجر ''یہ (سلسلہ جاری) رہتا ہے طلوع فجر تک'' (سورۃ القدر' آیت ۵)۔ یعنی کہ جب تک فجر طلوع نہ ہو اس وقت تک ملائکہ اور روح الامین علیہم السلام کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

دوستو! غور فرمائیں کہ روزے کی غایئت انتہا طلوع فجر ہے' آمد ملائکہ و روح الامین کی غایئت انتہا طلوع فجر ہے۔ اسی طرح ایمان کی غایئت انتہا محبوب کبریاء ﷺ کو حاکم تسلیم کرنا ہے۔ اگر طلوع فجر کے بعد کھایا پیا تو روزہ نہیں رہتا' اگر طلوع فجر سے پہلے ملائکہ کی آمد بند ہو جائے تو لیلۃ القدر نہیں رہتی' اگر مصطفےٰ ﷺ کو حاکم و مختار نہ مانا تو ایمان نہیں رہتا۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ آمنہ کے لال' فاطمہ کے بابل' حسنین کے نانا علیہم السلام کو مالک و مختار مانا جائے۔

## حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

یہی عقیدہ و نظریہ خلیفہ ثانی مراد رسول حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا۔ ملاحظہ ہو مفسرین کرام نے فرمایا کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا۔ یہودی نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ سے کروا لیتے ہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ رشوت کی آلائشوں سے پاک ہیں اور منافق نی کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی عالم سے فیصلہ کروائیں گے تا کہ رشوت وغیرہ سے کام چل سکے۔ بس ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو حاکم مان لیا۔

حاکم کائنات ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہنے لگا کہ ہم حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس یہ فیصلہ لے جائیں گے۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے کہا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے اور یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منافق سے فرمایا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار نکال لائے۔ آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا۔ ھکذا اقصی من لم یرضی بقضاء اللہ ورسولہ ''جو رسول اللہ (ﷺ) کا فیصلہ تسلیم نہ کرے میں اس کا فیصلہ یوں کرتا ہوں'' (نسفی' خازن' روح المعانی' ضیاء القران)۔

محترم سامعین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ منافق محبوب کبریاء ﷺ کو کل بھی حاکم نہ مانتے تھے اور آج بھی حاکم نہیں مانتے ہیں۔ تو ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ محبوب کبریاء ﷺ حاکم' مالک و مختار نبی ﷺ ہیں۔ اب سنیئے حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ بینما أنانالم اتیت مفاتیح خزآئن الارض فوضعت فی یدی ''میں آرام فرما تھا کہ خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں'' (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۱۸)۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب

کریم ﷺ نے فرمایا۔ اعطیت مفاتیح خزآئن الارض ''زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں'' (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۹)۔

محترم سامعین کرام! مفاتیح جمع ہے مفتاح کی اس کا معنی ہے چابی اور خزآئن جمع ہے خزانہ کی۔ الارض ساری روئے زمین کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زمین کے تمام خزانوں کی تمام کنجیاں مجھے عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ عطا کرنے والا' محبوب ﷺ لینے والے۔ حضرت حسن رضا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنا دیا

## ایک ایمان افروز نقطہ

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عندہ مفاتح الغیب ''اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی'' (سورۃ الانعام' آیت ۵۹)۔ لہ مقالید السموت والارض ''وہی مالک ہے زمین و آسمان کی کنجیوں کا'' (سورۃ زمر' آیت ۶۳)۔

لفظ مقالید اور متاتیح دونوں کا معنی کنجیاں ہے۔ دونوں اللہ کی طرف منسوب ہیں' دونوں کے ابتدائی اور آخری حروف کو ملاؤ تو لفظ محمد بنتا ہے۔ متاتیح کو پہلے رکھو کیونکہ یہ سورۃ انعام میں ہے اور ساتویں سپارے میں ہے مقالید کو بعد میں رکھو کیونکہ یہ سورۃ زمر میں ہے اور وہ چوبیسویں سپارہ میں ہے۔ مفاتیح کا پہلا حرف میم اور آخری ح ہے۔ اس طرح مقالید کا پہلا حرف میم اور آخری دال ہے۔ ان کو ملایا تو (م ح م د) محمد ﷺ بن گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کے غیب اور زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی کنجی محبوب کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ سامعین محترم! عرض کر رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں محبوب کبریاء ﷺ کو عطا کی گئی ہیں۔ اس لئے رحمت دوجہاں ﷺ کے پاس آ کر کسی نے جو مانگا' جب مانگا مالک دوجہاں ﷺ نے عطا فرمایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا ''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے مانگا ہو تو آپ ﷺ نے انکار فرمایا ہو'' (مسلم شریف جلد ثانی ۲۵۳)۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زمانے نے زمانے میں سخی ایسا کہیں دیکھا
کہ جس کی لب پہ سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

اور حضرت حنان پاکستان میاں محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کمال فرمایا ہے کہ۔

ملتا نہیں کیا کیا دوجہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے

اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماعت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مالک دوجہاں ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت میرے پاس کوئی شے موجود نہیں جاؤ فلاں آدمی سے میرا نام لے کر وہ شے تم خرید لو' میرے پاس جیسے ہی رقم آئے گی میں ادا کردوں گا۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا مکلف نہیں بنایا کہ آپ ﷺ قرض لے کر لوگوں کی حاجت پوری فرمائیں۔ یہ بات آپ ﷺ پر نہایت شاق گذری۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مخلوق خدا پر خوب خرچ فرماتے اور صاحب عرش سے قلت وکمی کا خوف نہ کریں۔ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعرف فی وجهه البشر ثم قال صلی الله علیه وسلم بهذا امرت (شمائل ترمذی شریف صفحہ ۲۶)۔ اس پر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک اٹھا۔ پھر فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت میں صفوان بن امیہ نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑیوں کے درمیان جتنی بکریاں تھی اسے دے دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ یاقوم اسلموا فان محمدا یعطی عطآء لایخشی الفاقة ''اے قوم مسلمان ہو جاؤ بے شک محمد (ﷺ) اتنا عطا فرماتے ہیں کہ انہیں اپنے فاقہ کی فکر نہیں رہتی'' (مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵۳)۔

خود رہے بھوکے اوروں کو دیا جھولی بھر کر
کیسے معطی ہیں خداوند کے خزانے والے

محترم سامعین کرام! محبوب کبریاء ﷺ کا ارشاد ہے کہ انما أنا قاسم والله یعطی ''اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں'' (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۳۳)۔ کائنات میں کون ہے جس نے مالک دوجہاں ﷺ کے در کے ٹکڑے نہ کھائے ہوں۔ عرشی ہو یا فرشی' مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا بچہ' مومن ہو یا کافر' نوری ہو یا ناری' اپنا ہو یا بیگانہ' شاہ ہو یا گدا سب ہی محبوب کریم ﷺ کی عطا کے محتاج ہیں۔

منگتا تو ہوا منگتا کوئی شاہوں سے دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک بھی دیں خود ہی کہیں تیرا بھلا ہو

عرض یہ کر رہا تھا کہ رحمت دوجہاں ﷺ مالک ومختار ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کی حکومت کا سکہ فرش پر

بھی ہے اور عرش پر بھی ۔ حاکم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نبی کے دو آسمان پر اور دو زمین پر وزیر ہوا کرتے ہیں ۔ فاما وزیرای من اهل السمآء فجبرائیل و میکائیل و اما وزیرای من اهل الارض فابوبکر و عمر ''میرے آسمانی وزیر جبرائیل و میکائیل (علیہم السلام) ہیں اور میرے زمینی وزیر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) ہیں''۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری!!
فرش کیا عرش میں جاری ہے حکومت تیری

حدیث پاک سے واضح ہوا کہ زمین اور زماں پر محبوب کریم ﷺ کی حکومت' مکین و مکاں پر حضور ﷺ کی حکومت' مشرق و مغرب پر حضور ﷺ کی حکومت' جنوب و شمال پر حضور کی حکومت' شمس و قمر پر حضور ﷺ کی حکومت اور بحر و بر پر بھی حضور ﷺ کی حکومت ۔ ساری کائنات پر محبوب کریم ﷺ کی حکومت حتی کہ جنت پر بھی محبوب کریم ﷺ کی حکومت ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں' جسے چاہیں روک دیں۔

## جنت پر حکومت

مصنف معارج النبوت حضرت علامہ معین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ شب معراج جنت میں تشریف لے گئے تو رحمت دوجہاں ﷺ نے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سنی ۔ وہ فرماتے ہیں ۔ ''خواجہ عالم ﷺ نے فرمایا۔ میں عرش کے نیچے تھا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک کی آواز سنی کہ جو آدھی رات کے وقت گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے ۔ جنت کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور بہشت فریاد کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ مجھے اس شخص کو دے رہے ہیں کہ جو ابوقحافہ کے لڑکے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کا ذرخرید ہے اور وہ جس کی طرف مکہ کی کوئی عورت دیکھتی نہیں تھی ۔ خواجہ عالم ﷺ نے فرمایا تو یہ کہتی ہے' ٹھہرو دیکھیں بلال کیا کہتا ہے؟ تو ان کی سیاہی کو کیوں دیکھتی ہے ۔ تجھے علم نہیں کہ دلبروں کے خال اور زلف جسقدر سیاہ ہوں زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں ۔ القصہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور بہشت کا شب معراج عقد ازدواج باندھ دیا گیا اور ''ان میں یقرع الباب الجنۃ بلال'' کے مصداق خواجہ عالم ﷺ نے اس کی حجت تحریر کر دی اور جنت کو اس کے سپرد کر دیا'' (معارج النبوت اردو جلد دوم صفحہ ۲۸۳)۔

## بلال کا عشق رسول ﷺ

حضور علیہ السلام زمین پر تشریف لائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہو کر قدموں میں گر پڑے اور عرض کی ۔ ''اے ایوان رسالت کے مالک اور آسمان جلالت کے ستارے آپ اعلیٰ مملکت میں تشریف لے گئے ہر شخص کا رتبہ ترقی پذیر ہوا کیا بات تھی کہ میرا رتبہ پہلے سے کم ہو گیا؟'' مالک دوجہاں ﷺ نے دریافت فرمایا ۔ اے بلال وہ کس طرح؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وہ شخص جس نے آپ کے ایک دیدار کی خاطر تمام دنیا کو ترک کر دیا تھا اور حواس کو معزول کر دیا تھا' سات

آسمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا' چار طبق جنت کو کیا خاطر میں لائے گا (معارج النبوت جلد ثانی صفحہ ۳۸۴)۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ ﷺ کے دامن کو چھوڑ کر جنت میں جانا برداشت نہیں کرتا۔

محترم سامعین کرام! رحمت دو جہاں ﷺ جس طرح امور دنیا میں ہم سب کے مالک و مختار ہیں' اسی طرح امور دین میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ قران کریم کا حکم ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنی وثلاث وربٰع ''پس نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں عورتوں سے دو دو تین تین چار چار'' (سورۃ النسآء' آیت ۳)۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اختیار ہے کہ اگر وہ عدل وانصاف کرسکتا ہے تو دو دو تین تین بلکہ چار چار نکاح کرسکتا ہے اور یہ اختیار انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن میرے آقا اگر چاہیں تو اس میں ردوبدل فرما سکتے ہیں۔

حضرت منسور ین مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ ھشام بن مغیرہ کے بیٹوں نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ اپنی بیٹی (یعنی ابوجہل بن ھشام کی بیٹی) کا نکاح علی ابن طالب سے کرنے کی۔ فلا اذن لھم ثم لا اذن لھم ثم لا اذن لھـــــم ''تو میں اجازت نہیں دیتا' میں اجازت نہیں دیتا' میں اجازت نہیں دیتا''۔ البتہ اس صورت میں اجازت دیتا ہوں کہ علی میری بیٹی کو طلاق دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کریں۔ فانما ابنتی لبضعة منی یوذینی ما اذاھا یرینی ما ارابھا ''میری بیٹی میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے شک میں ڈالتا ہے وہ مجھے شک میں ڈالتا ہے جس بات سے اسے اذیت پہنچتی ہے وہ میرے لئے باعث تکلیف و اذیت ہے'' (مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۹۰)۔

محترم سامعین کرام! اللہ قادر و کریم نے اجازت دی چار پانچ عورتوں سے نکاح کر لینے کی مگر حاکم کائنات ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے روک دیا بلکہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کے لئے شرط عائد فرمادی کہ اگر وہ اور نکاح کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔ معلوم ہوا کہ میرے آقا مالک و مختار ہیں جس طرح چاہیں جب چاہیں جسے چاہیں تصرف فرمائیں۔

ارشاد خداوندی ہے کہ ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا' بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقررہ وقت پر'' (سورۃ النسآء' ایت ۱۰۳)۔ یعنی ہر نماز اپنے وقت میں پڑھو۔ فجر بوقت فجر' ظہر بوقت ظہر' عصر بوقت عصر' مغرب بوقت مغرب اور عشاء کی نماز بوقت عشاء میں پڑھو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وقت ظہر کا ہے تم عصر کی نماز پڑھو۔ وقت مغرب کا ہے تم عشاء کی نماز پڑھو مگر میرا محبوب ﷺ اسے بھی تبدیل کرسکتا ہے۔

یوم الحج تھا۔ عرفات کا میدان تھا۔ عرض کیا مولا تیرا حکم ہے کہ ہر نماز کو اپنے وقت مقررہ پر پڑھو۔ مگر میں یہاں ظہر کے وقت میں ظہر عصر اکٹھی پڑھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا پڑھ لو۔ شام ہوئی میدان منیٰ میں پہنچے۔

یا اللہ میں یہاں عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء اکٹھی پڑھنی چاہتا ہوں۔ فرمایا پڑھ لو۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں حدیث قدسی کو نقل فرمایا ہے کہ اے محبوب ﷺ کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد ''تمام وہ لوگ میری رضا کے طالب ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہو''۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

محترم سامعین کرام! بیت المقدس شریف ایک طویل عرصہ تک انبیاء کرام کا قبلہ رہا اور جب مالک و مختار ﷺ کے خیال مبارک میں آیا کہ میرا قبلہ کعبہ ہونا چاہئے تو نماز کے اندر ہی چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا تو آواز آئی قدنری تتقلب وجھك فی السمآء فلنولینك قبلة ترضھا ''تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ (ﷺ) کا رخ انور آسمان کی طرف اٹھانا تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں'' (سورۃ البقرہ' آیت ۱۴۴)۔

اے محبوب ﷺ آدم کا قبلہ میری مرضی' نوح کا قبلہ میری مرضی' خلیل کا قبلہ میری مرضی' ذبیح اللہ کا قبلہ میری مرضی' کلیم اللہ کا قبلہ میری مرضی' تمام انبیاء کا قبلہ میری مرضی سے تھا اور آپ ﷺ کا قبلہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قبلہ مقرر فرمایا محبوب کریم ﷺ نے بدلوالیا۔ محبوب کریم ﷺ نے مقرر فرمایا تو آج تک کسی نے نہ بدلا اور نہ ہی کوئی بدلے گا۔ یہ ہے میرے آقا کا اختیار کہ اپنے اختیار سے قبلہ بدلوالیا۔ بلکہ اللہ فرمایا ہے۔ ولسوف یعطیك ربك فترضی ''اور عنقریب ہم آپ کو اتنا عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے'' (سورۃ والضحیٰ' آیت ۵)۔

فترضی نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ ازا والله لا ارضی وواحد من امتی فی النار ''اب خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہ جائے گا'' (القرطبی جلد نمبر ۱۰' صفحہ ۹۶)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ آواز آئے گی۔ اقد رضیت یا محمد ''اے محمد کیا آپ خوب راضی ہوگئے ہیں'' تو میں عرض کروں گا۔ ای رب قد رضیت ''اے میرے رب میں بہت راضی ہوں'' (الایمان بعوالم الاخرہ' صفحہ ۲۰۵)۔

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

تو پھر جب رحمت دو جہاں ﷺ اپنے ایک ایک امتی کو دوزخ سے نکال کر جنت عطا فرمائیں گے تو

کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اختیار ہے تو عطا فرمائیں گے۔ (اللہ اکبر)۔

دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ بھی نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک ﷺ سے دیکھا نہ جائے گا
فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک کہ ایک ایک امتی بخشا نہ جائے گا

## اے محبوب ﷺ ہم تمہیں راضی کریں گے

مسلم شریف میں حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کبریاء ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے اللہ سے عرض کیا ہے کہ رب انهن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم ''اے میرے پروردگار ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے نافرمانی کی میری تو بے شک تو غفور الرحیم ہے'' (سورۃ ابراہیم' آیت ۳۶)۔ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لیے عرض کیا۔ ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزیز الحکیم ''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور گر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے بڑا دانا'' (سورۃ المائدہ' آیت ۱۱۸)۔ تو رحمت دو جہاں ﷺ زار و قطار رو پڑے اور عرض کی اللھم امتی ''یا اللہ میری امت''۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفےٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں

جب کملی والے آقا ﷺ روئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اور میرے محبوب ﷺ سے پوچھو رونے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے' دریافت کیا تو رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کی بخشش کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے پھر جبرائیل علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اے محبوب ﷺ سنرضیك فی امتك ولا نسوك'' آپ رنجیدہ نہ ہوں یقیناً ہم آپ ﷺ کی امت سے ایسا رحمت کا سلوک کریں گے کہ جس سے آپ خوش ہو جائیں گے' ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے'' (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۳)۔

کہ ہو جائے راضی طبیعت محبوب ﷺ کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت محبوب ﷺ کی

ایک اور عاشق بولا اس نے نقشہ کھینچا کہ اللہ نے قسم کھا کر فرمایا۔

تمہیں امت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں
محمد ﷺ ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے میدان میں میں اپنا سر انور سجدہ میں رکھ دوں گا تو آواز آئے گی۔ یامحمد ارفع رأسك قل لتسمع سل تعطہ اشفع تشفع ''اے محبوب (ﷺ) اپنا سر انور اٹھائیے' عرض کیجئے سنی جائے گی' مانگئے عطا کیا جائے' شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی''۔ میں اپنا سر انور اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد کروں گا جو اس نے مجھے سکھائی ہوگی پھر میں شفاعت فرماؤں گا بہت سے لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور جنت میں داخل فرماؤں گا پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی ہوگا پھر تیسری مرتبہ بہت سے لوگ میری شفاعت سے جنتی ہوں گے پھر چوتھی دفعہ میں عرض کروں گا اے اللہ بس اب تو جہنم میں وہی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے حبس کیا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے یعنی محبوب کریم ﷺ کا کوئی امتی جہنم میں نہ رہ جائے گا (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹)۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔ میں اسے بھی جہنم سے نکال لاؤں گا اور جنت میں داخل کروں گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹)۔

وہ سماں کیسا ذیشان ہو گا جب خدا مصطفیٰ ﷺ سے کہے گا
اب و سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے

محترم سامعین کرام! بات بہت دور نکل گئی۔ عرض کر رہا تھا کہ

ہو جائے راضی طبیعت محبوب ﷺ کی
کہ ہو جائے راضی طبیعت محبوب ﷺ کی

قبلہ بدلا تو محبوب کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد مسلم میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کر رہے تھے۔ دو رکعتیں ادا فرما چکے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت مالک دوجہاں ﷺ نے بیت المقدس کی طرف سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے رخ کعبہ کی طرف پھیر لئے۔ مدینہ کی دوسری مساجد میں بھی جہاں جہاں جماعت ہو رہی تھی جب یہ حکم پہنچا تو اسی لحہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے رخ پھیر لئے اور دنیا کو بے مثال نمونہ تسلیم و رضا دکھلایا (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۳)۔

محترم سامعین کرام! ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ثابت کر دیا کہ نماز کی روح اطاعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی ان کی
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی ان کی

تو اگر اختیار نہ ہوتا نہ محبوب کریم ﷺ اپنا رخ انور پھیرتے نہ قبلہ بدلتا نہ صحابہ اپنے رخ پھیرتے۔

سامعین کرام! سونا پہننا مرد کے لئے حرام ہے مگر حاکم کائنات ﷺ نے اسے حضرت سراقہ کے لئے حلال فرما دیا۔ ملاحظہ ہو رحمت دوجہاں ﷺ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے سراقہ بن مالک! کیف بك ازالسـت سواری کسری ''تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے'' (بیہقی بحوالہ سیرت رحمتہ للعالمین جلد سوم صفحہ ۱۶۷)۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے کہ بیہقی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پس فتح ایران کے مال غنیمت میں کسریٰ کے کنگن پہنچے تو انہوں نے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اسے وہ کنگن پہنائے جو سراقہ کے بازوؤں کے اوپر تک پہنچے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کنگن پہنا کر زبان سے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے کسریٰ بن ہرمز سے جواب تک اپنے آپ کو رب الـنـاس کہلاتا تھا یہ کنگن چھین لیئے اور آج سراقہ بن مالک اعرابی مدلجی کو پہنائے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ کنگن سراقہ کو نبی ﷺ کی پیشنگوئی کی تعمیل میں پہنائے گئے تھے (سیرت رحمتہ للعالمین قاضی سلیمان منصور پوری جلد سوم صفحہ ۱۶۸)۔

## چوتھی قسم کا کفارہ

محترم سامعین کرام! روزہ اگر انسان سے جان بوجھ کر ٹوٹ جائے تو اس کا کفارہ شریعت نے یہ بیان فرمایا ہے کہ روزہ توڑنے والا یا تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایک غلام آزاد کرے۔ تمام مکاتیب فکر کے نزدیک یہی تین اقسام کا کفارہ ہے' چوتھی کوئی قسم نہیں لیکن ملاحظہ ہو میرے آقا ﷺ نے اختیار سے چوتھی قسم کا کفارہ ادا کروایا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حاکم کائنات ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور اس نے عرض کیا کیا میں ہلاک ہوگیا یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا۔ وقعت علی امرا علی وأنا صالم ''یارسول اللہ ﷺ میں نے روزہ رکھ کر اپنی بیوی سے مقاربت کرلیہے جس سے میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے'' فرمایا کیا تیرے پاس غلام ہے؟ جسے تو آزاد کرلے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا پھر کیا تو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا فصل نجد الطعام ستین مسکینا ''پھر کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا طعام رکھتا ہے؟'' عرض کیا نہیں یارسول اللہ ﷺ۔

محترم سامعین کرام! یہ تین قسم کا کفارہ ہے کوئی مولوی ملاں چوتھا کفارہ اپنی طرف سے بنانے کا مختار نہیں، مگر مثل اس کی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس نے سائل کو فرمایا بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر گذری کہ ایک ٹوکرہ کھجوروں کا ہدیہ کسی نے پیش کیا۔ فرمایا کہاں ہے سائل۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ فرمایا خذ هذا فتصدق به ''یہ لے جا اور اسے مسکینوں کو صدقہ کردے'' تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اس

نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھ سے زیادہ فقیر اور مسکین کون ہوگا' خدا کی قسم میرے گھر میں بچے بھوکے پیاسے ہیں اور مدینہ کی دونوں اطراف میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں توفضحك النبی صلی الله علیـــه وسـلـم حتـی بـدت انیـابــه مالک دوجہاں ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔فرمایا کیا عجیب سائل ہے۔کہتا ہے کفارہ بھی ادا ہو جائے اور دینا بھی کچھ نہ پڑے۔ تو نبی مختار ﷺ نے اپنے اختیار سے فرمایا۔اطـعـمه اهلك ''اپنے اہل وعیال کو ہی کھلا دے تیرا کفارہ ہو جائے گا'' (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۶۰)۔محترم سامعین کرام! ان تمام آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ محبوب کریم ﷺ خدا کی خدائی کے مالک ومختار ہیں۔

قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ساری کائنات کے لئے قاضی' حاکم اعلیٰ اور مختار دو عالم بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے اختیارات وکمالات کی بدولت امام الانبیاء ﷺ نے کبھی انگلی کے ایک اشارے سے آسمان پر چاند کو توڑا اور کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس موڑا کبھی سیاہ فام چہرے کو اپنے دست مبارک سے بدر منیر بنادیا اور کبھی کسی کو اپنی زبان حق ترجمان سے جنت کا مژدہ سنایا۔

قرآن مجید میں ہے یحـل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبئث ''اور میرے محبوب ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے پاک اور ستھری چیزوں کو حلال اور گندی اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے''۔رحمت دوجہاں ﷺ کے حاکم اعلیٰ اور مختار دو عالم ہونے کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب دوجہاں ﷺ کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ اے میرے محبوب (ﷺ)! جس چیز کو تو چاہے حلال کر دے اور جس چیز کو چاہے حرام کر دے اور مالک دوجہاں ﷺ کی حلال کی ہوئی چیز کو کوئی حرام نہیں کرسکتا۔ دنیا کا کوئی انسان تو درکنار اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب ﷺ کے کئے ہوئے فیصلہ کو رد نہیں کرتا۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔فـلا وربك لا یـومـنـون حتـی یـحـكـمـوك ''کہ اے میرے محبوب (ﷺ) مجھے تیرے رب کی قسم کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ زندگی کے ہر معاملہ میں تیری حکومت تسلیم نہ کرے گا اور تیرے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم نہ کرے گا'' (سورة النساء)۔ایک اور مقام پر فرمایا۔انـا انزلنا الیك الكتاب بالحق لتحكم بین بما اراك الله ''کہ اے میرے محبوب (ﷺ) ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ آپ لوگوں میں اپنے خدا کے عطا کئے ہوئے اختیارات سے فیصلہ کرے''۔مزید فرمایا۔ومـا ارسـلـنـا مـن رسـول الا لیـطـاع بـاذن الله ''اور ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی ہر حالت میں اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور اس کی حکومت کو تسلیم کیا جائے'' اور پھر ایمان والوں کی نشانی اور علامت اور ان کی شان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔انـمـا قول المومنین اذا دعوا الی الله ورسوله لیـحـكـم بیـنـهـم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئك هم المفلحون ''کہ ایمان والوں کی یہ

بات پکی ہے کہ جب ان کو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف سے بلایا جاتا ہے تا کہ میرا محبوب (ﷺ) ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے رسول ﷺ کے فیصلے کو سنا اور تسلیم کیا اور ایسے لوگ ہی بھلائی والے ہیں"

اس آیت کریمہ پر غور کریں کہ ایمان والوں کو دعوت اللہ اور رسول ﷺ دونوں کے لئے ہے مگر فیصلہ اور حکومت صرف نبی کریم ﷺ کی کیونکہ اگر فیصلہ کرنے میں اللہ تعالیٰ بھی شامل ہوتا تو صیغہ تثنیہ کا ہوتا اور قرآن پاک کے الفاظ یوں ہوتے لیحکما اور پھر اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نشانی علامت اور ان کی بدفطرتی کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا۔ فرمایا۔

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون "اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف کہ میرا رسول (ﷺ) ان میں فیصلہ کرے تو ایک فرقے والے منہ موڑ لیتے ہیں" (سورۃ النور)۔ آج بھی وہ فرقہ موجود ہے اور وہ ہے پاکستان کے جدید ملا کا فرقہ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رأیت المنافقین یصدونک عنک صدورا "تو تو دیکھتا ہے کہ یہ منافق لوگ تیری طرف جانے سے رکتے ہیں یعنی تیرے فیصلے اور تیری حکومت اور تیرے اختیارات کو تسلیم نہیں کرتے"۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ ورسولہ "کہ اے ایمان والو ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور جس چیز کو اللہ اور اس کا محبوب رسول (ﷺ) نے حرام کیا ہے اور اس کو حرام نہیں جانتے"۔

قرآن پاک کی یہ تمام آیتیں صاف صاف بتلا رہی ہیں کہ محبوب کبریاء ﷺ خود ساختہ مسلمانوں کے چنے ہوئے قاضی حاکم اعلیٰ ور مختار دو عالم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے منتخب کئے ہوئے ہیں ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

☆ جو مومن محبوب کریم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے بلکہ اپنے دل میں ذرا سی تنگی محسوس کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

☆ ایمان والے محبوب کریم ﷺ کے ہر فیصلے اور اس کی حکومت اور اس کے اختیارات کو تسلیم کرتے ہیں۔

☆ منافقین مالک دو جہاں ﷺ کے کسی فیصلے اور ان کے اکتیار کو نہیں مانتے۔

☆ ہر نبی کو اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسان اس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا تھا کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔

☆ اور آخری آیت نے تو بالکل بے لاگ فیصلہ کر دیا کہ جو لوگ محبوب کبریاء ﷺ کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام نہ مانیں اور اس کے اختیارات کو تسلیم نہ کریں ای۔ ایمان والوں کا فرض ہے کہ ان سے جنگ کریں۔

محترم قارئین کرام! مذکورہ بالا آیات قرآنیہ پر غور فرمائیں۔ کملی والے آقا رحمت دو جہاں ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے کمالات واختیارات اور آپ کی حکومت دو جہاں کو دیکھو اور پاکستان کے جدید ملا کے عقیدے پر بھی غور کر کے قارئین کرام خود فیصلہ کرلیں۔

بخاری اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کس شے نے ہلاک کیا ہے تو اس نے عرض کی وقعت علی امرآتی وانا صائم کہ میں روزکی حالت میں تھا کہ میں اپنی بیوی سے مجامعت کر بیٹھا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے خدائی فیصلہ کے مطابق ارشاد فرمایا کہ غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں غلام آزاد نہیں کر سکتا۔ پھر محسن کائنات ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے کے متواتر روزے رکھ۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ جان کائنات ﷺ نے پھر فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں تو خود مسکین ہوں تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹوکرا کھجوروں کا آیا تو محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ این السائل کہ وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجوروں کا ٹوکرا اٹھالے اور مدینہ منورہ کے غریبوں میں تقسیم کر دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ فقال الرجل اعلے فقر منی یارسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں مجھ سے غریب فقیر اور مسکین اور کون ہو سکتا ہے؟ رحمت دو جہاں ﷺ مسکرائے اور فرمایا اطعمہ اهلك کہ جا اپنے بچوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

غور فرمائیں کہ کہاں خدائی فیصلہ کہ ایسی صورت میں غلام آزاد کرے یا پھر دو مہینے کے روزے رکھے اور یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے اور کہاں مختار دو عالم ﷺ کا یہ فیصلہ کہ چند کھجوریں اپنے بچوں کو کھلا دے۔ حق تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ فوراً حکم دیتا کہ اے میرے محبوب ﷺ میرے فیصلے کے علاوہ اپنی طرف سے فیصلہ کرنے والا تو کون ہے؟ مگر ایسا نہیں فرمایا گیا اور فرمایا بھی کیسے جاتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ اے میرے محبوب ﷺ جو تیرے کئے ہوئے فیصلے کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں ہے۔ محبوب کبریاء ﷺ کے اس فیصلے پر اللہ تعالیٰ کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ محبوب کریم ﷺ کا فیصلہ اللہ کریم کا فیصلہ ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے

لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی اکل عام یارسول اللہ علیہ کہ یارسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے تو رحمت دو جہاں ﷺ خاموش ہو گئے' یہاں تک کہ اس نے تین بار اسی طرح سے اسی بات کو دہرایا تو محسن کائنات ﷺ نے فرمایا۔ لو قلت نعم لو جبت کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا (مشکوۃ شریف)۔

دوستو! غور کریں کہ مالک دو جہاں ﷺ کی حکومت دو جہاں اور آپ ﷺ کے مختار دو عالم ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ محبوب کریم ﷺ اگر کسی چیز کے متعلق انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ بھی اقرار نہیں کرتا اور اگر کسی چیز کے متعلق ہاں کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو رد نہیں کرتا۔ تو جس محبوب ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات شریعت کا قانون بن جائے اور جس محبوب ﷺ کے انکار میں جہنم اور جس کے اقرار میں جنت ہو اور جس کی انگلی کے ایک اشارے سے آسمان پر چاند پھٹ جائے اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آئے اس محبوب ﷺ کو بے اختیار اور ایک کمزور بشر سمجھنا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی اور حرام و حلال صرف وہی نہیں ہیں جو قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں بلکہ جو کچھ محبوب کریم ﷺ نے حرام و حلال قرار دے دیا ہے اور جس چیز کا محبوب کریم ﷺ نے حکم فرمایا ہے یا جس چیز سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات سے ہے اس لئے وہ بھی قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔

بخاری شریف اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضرت مالک بن صعصعہ حضرت ابوذر' حضرت انس' حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مالک دو جہاں ﷺ نے معراج پاک کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب میں ذات خداوندی کو لامکاں کی چلمن میں دیکھ کر واپس لوٹا تو فرضت علی الصلوٰۃ خمسین صلوۃ کل یوم کہ مجھ پر ہر دن پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ فرجعت فمررت علی موسی علیه السلام پس میں واپس لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت سے اتنی نمازیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ فارجع الی ربك وفعله التخفيف اس لئے واپس اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں اور کچھ کم کرا لو پس میں پھر دوبارہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دس کم کر لیں اور چالیس کا حکم دیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا تو انہوں نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ میں پھر دربار الوہیت میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر دس کم کر دیں۔ یہاں تک کہ میں آخری بار گیا تو فامرت بخمس صلوٰت کل یوم کہ ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں واپس آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ ابھی بہت ہیں۔ اللہ کریم کے پاس پھر جائیں لیکن میں نے کہا کہ مجھے اللہ کریم کے پاس بار بار جاتے ہوئے حیاء آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے اور مدد کے قربان جاؤں کہ ان گنہگار امت کے لئے کتنی آسانی کر دی۔

امام الانبیاء ﷺ کی حکومت اور سید المرسلین ﷺ کے مختار دو عالم ہونے پر غور کریں کہ نمازیں پچاس

فرض ہوئیں اور اب ہم مالک دو جہاں ﷺ کے اختیارات کی بدولت پڑھتے ہیں پانچ ۔ تو جس کا یہ عقیدہ ہو کہ نبی کچھ نہیں کر سکتا اور نبی کو کوئی اختیار نہیں ہے تو وہ نمازیں پچاس پڑھے اور اگر نمازیں پچاس پڑھتا ہے تو پھر میرے آقا ﷺ کو صاحب اختیار نبی تسلیم کرے کیونکہ آخر یہ کیا بد دیانتی ہے کہ اس کے اختیار سے کم ہوئی ہیں نمازیں بھی پانچ پڑھنی اور اس کے اختیار کو بھی نہ ماننا۔

دوستو! وہ نبی جو دفتر قدرت میں لکھی ہوئی پچاس نمازیں کم کروا سکتا ہے تو وہ قیامت کے دن اپنی امت کے گناہ بھی معاف کروائے گا۔ قربان جاؤں مختار دو عالم ﷺ کے اختیار پر۔ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے باہر مسلمانوں کا ایک قافلہ آ کر ٹھہرا اور ان کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ کو پتہ چلا تو رحمت دو جہاں ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو قافلے والوں نے پانی نہ ملنے کی شکایت کی تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ اس پہاڑی پر چلے جاؤ وہاں پر ایک حبشی غلام اپنے آقا کی پانی کی مشکیں بھرنے کے لئے جا رہا ہے ان کو بلا لاؤ۔ غلام گئے اور اس کالے رنگ والے حبشی غلام کو لے آئے۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مشکیزے کھول کر اپنے برتن بھر لو۔ تمام نے اپنے اپنے برتن بھر لئے۔ ایک غلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے برتن تو بھر گئے لیکن اس حبشی غلام کے مشکیزے خالی ہو گئے تو رحمت دو جہاں ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ وہ نبی جو تمہارے برتن بھر سکتا ہے وہ خالی اس کے بھی نہیں رہنے دے گا۔

مالک دو جہاں ﷺ اٹھے اور اپنا دست مبارک اس حبشی غلام کے مشکیزے میں ڈال دیا۔ پھر کیا تھا نبی کریم ﷺ کی مقدس انگلیوں سے پانی کے فوارے بہہ نکلے۔ کالے رنگ والا وہ حبشی غلام دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے عرض کی۔ آپ کون ہیں؟ تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میرا نام محمد (ﷺ) ہے۔ تو اس غلام نے عرض کی کہ مجھے کلمہ پڑھاؤ۔ وہ مسلمان ہو گیا تو رحمت دو عالم ﷺ کی رحمت جوش میں آ گئی اور فرمایا کہ مجھ سے جو دل چاہے مانگ لے تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں دنیا نہیں مانگتا' میں تخت و تاج نہیں مانگتا' مجھے سونے اور چاندی کے خزانوں کی ضرورت نہیں۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا پھر کیا مانگتا ہے؟

عرض کی کہ میں کالا ہوں مجھے گورا کر دو' میں سیاہ ہوں مجھے سفید کر دو' میں بدصورت ہوں مجھے خوبصورت کر دو۔ عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

مصطفیٰ ﷺ دست مبارک بر رخش

محبوب دو جہاں ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سیاہ چہرے پر پھیرا تو اس کی کیفیت یہ ہو گئی کہ ۔

یوسفِ شد در جمال و در کمال

کہ وہ یوسف ثانی بن گیا اور اس کا سیاہ چہرہ بدر منیر کی طرح چمکنے لگا۔ غور کریں کہ تمام نسلِ انسانی کی شکلیں' صورتیں اور مورتیں سب اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی ہیں اور وہ خود فرماتا ہے۔ ھو اللہ الذی

یصور کم فی الارحام کیف یشاء ”کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمہاری صورتیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں بناتا ہے جیسی کہ وہ چاہے“۔ یہ گورے اور کالے' سیاہ اور سفید' یہ بدصورت اور خوبصورت سب اس کے بنائے ہوئے ہیں جس کو چاہے کالا بنا دے کوئی دوسرا اس کو گورا نہیں بنا سکتا۔ جس کو وہ بدصورت بنا دے کوئی دوسرا اسے خوبصورت نہیں بنا سکتا۔ لیکن اس نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ اختیار دے دیا کہ میں جسے کالا بنا دوں تو اسے گورا بنا سکتا ہے اور میں جس کو بدصورت بنا دوں تو اسے خوبصورت بنا سکتا ہے۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو وضو کرایا کرتے تھے۔ ایک دن محبوب کریم ﷺ کی رحمت جوش میں آ گئی اور محبوب دوجہاں ﷺ نے اپنے اس وضو کرانے والے غلام سے فرمایا۔ سل کہ جو مانگتا ہے مانگ لے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کا نام نہیں لیا بلکہ مطلق فرمایا ہے کہ جو مانگتا ہے مانگ لے تو اس نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) اسئلك مرافقتك فی الجنة ”کہ یارسول اللہ ﷺ میری تمنا ہے کہ قیامت کے دن میں آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں جاؤں“ تو محسن کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اولو غیر ذالك کہ ”یہ تو نے کیا مانگا“ مطلب یہ کہ تو بھی مخلوق اور جنت بھی مخلوق اور مخلوق ہو کر مخلوق کی تمنا کرتا ہے۔ مجھ سے مخلوق ہو کر خالق کو مانگتا کیونکہ جنت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

غور کریں کہ مالک دوجہاں ﷺ کا جنت پر اختیار اور قبضہ نہ ہوتا تو وہ کسی ایسی چیز کا وعدہ کر سکتے تھے جو کہ ان کے قبضہ و اختیار میں نہیں تھ تو جان کائنات ﷺ کا اس غلام سے جنت کا وعدہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محبوب کبریاء ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جس کو جی چاہے جنت کی خوشخبری دے دیں اور جس کو جی چاہے اپنے جنت میں لے جائے۔

بلا تشبیہ و مثال اگر کوئی جاگیردار اپنی ساری جاگیر کا کسی منشی کو مختار عام بنا دے تو کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ اس جاگیردار پر اعتراض کرے کہ تم نے فلاں شخص کو اپنی جاگیر کا مختار عام کیوں کر دیا ہے اور نہ ہی کسی کو یہ حق ہے کہ کوئی شخص اس منشی پر اس کے مختار عام ہونے پر اعتراض کرے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری کائنات کا اپنے محبوب ﷺ کو مختار عام بنا دیا ہے تو پھر کسی کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اللہ کریم پر اعتراض کرے یا امام الانبیاء ﷺ کے مختار عام ہونے پر اعتراض کرے۔

مشکوۃ شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن اپنے چالیس ہزار امتی بغیر حساب و کتاب کے جنت میں لے جانا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ زدنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ”یارسول اللہ ﷺ کچھ زیادہ کر دیں“ تو محسن کائنات ﷺ نے مٹھی بھر کر فرمایا کہ لو اور زیادہ کر دیئے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی۔ زدنا یارسول اللہ علیہ

السلام کہ آقا کچھ اور زیادہ کر دیں۔ تو رحمت دو جہاں ﷺ نے پھر مٹھی بھر کر فرمایا کہ لو میں نے اور زیادہ کر دیئے۔ فقال عمر دعنا یا ابابکر فقال ابوبکر وما علیك ان یدخلنا الله کلنا الجنة تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رحمت دو جہاں ﷺ کو چھوڑ دو۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) آج اللہ کریم بھی رحمت میں ہے اور محبوب کریم ﷺ بھی شفقت می۔ اس لئے اگر آج اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کی بدولت ہم تمام کو جنت میں داخل کر دے تو تجھے کیا اعتراض ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عقیدے اور ایمان پر غور کریں کہ وہ کس طرح سے محبوب کریم ﷺ کے مختار دو عالم ہونے پر یقین رکھتے تھے اور رحمت دو جہاں ﷺ کے اللہ تعالیٰ کی ساری خدائی کے مختار عالم ہونے پر بھی غور کریں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کس شان سے اپنی امت کو بغیر حساب و کتاب کے جنتی بنا رہے ہیں۔ غرضیکہ امام الانبیاء ﷺ کو جنتیوں کی کمی وبیشی کا اختیار تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ جب کہ جنت کے دروازوں پر نبی کریم ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے اور جنت کے درختوں کے پتے پتے پر بھی مالک دو جہاں ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔ ان ابراھیم علیه السلام رای فی المنام جنة عریضة مکتوب علی اشجارھا لا اله الا الله محمد رسول الله کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے درختوں پر توحید بھی لکھی ہوئی ہے اور رسالت بھی یعنی خدا کا نام بھی ہے اور مصطفےٰ ﷺ کا نام بھی''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ عرش پر، آسمانوں پر، جنت کے دروازوں پر، جنت کے محلات پر، جنت کے درختوں پر، درختوں کے پتے پتے پر، حوروں کے سینے پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر رحمت دو جہاں ﷺ کا اسم پاک لکھا ہوا ہے۔

آپ روزمرہ صبح و شام دیکھتے ہیں کہ کسی کوٹھی پر لکھا ہوتا ہے 'حاجی منزل' کسی بنگلے پر لکھا ہوتا ہے 'شیخ منزل' کسی مکان پر لکھا ہوتا ہے 'شہباز منزل' کسی پر لکھا ہوتا ہے 'چشتی آستانہ' اور کسی جگہ لکھا ہوتا ہے 'ممتاز کاشانہ' اور کسی مکان پر لکھا ہوتا ہے 'ملک بسیرا' غرضیکہ ہر آدمی اپنے مکان پر اپنی کوٹھی اور اپنے بنگلے پر اپنا اپنا نام لکھوا دیتا ہے۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ تم نے اپنے اپنے مکانوں پر اپنے نام کیوں لکھوائے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہم اس مکان کے مالک و مختار ہیں تو جنت کے دروازوں پر، عرش کے پایوں پر، درختوں کے پتے پتے پر اور لوح و قلم پر رحمت دو جہاں ﷺ کا اگر نام پاک لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ کون و مکاں ﷺ ان مقامات کے مالک و مختار ہیں اور اگر ممتاز منزل کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے کہ ممتاز اس مکان کا مالک و مختار ہے تو محمد منزل (ﷺ) کا بھی یہی مطلب لیا جائے گا کہ محبوب کریم ﷺ اس کے مالک و مختار ہیں اور پھر ممتاز منزل والے کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے اندر

آنے دے اور جس کو چاہے نہ آنے دے۔ کیونکہ وہ اپنے اس مکان کا مالک و مختار ہے۔ بلا تشبیہ و مثال جب رحمت دوجہاں ﷺ جنت کے مالک و مختار ہیں تو پھر ان کو حق ہے کہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ کوئی بھی اپنے دشمن، بے ادب اور گستاخ کو اپنے مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ تو محبوب کبریاء ﷺ بھی اپنے دشمنوں، بے ادبوں اور گستاخوں کو جنت میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

اللہ کرے کہ اتر جائے تیرے دل میں مری بات

آپ بازار سے کوئی برتن خرید کر اس پر اپنا نام لکھوا لیتے ہیں اس لئے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اس برتن کو بنانے والا کوئی اور ہے اور مالک میں ہوں۔ عرش پر محبوب کریم ﷺ کا نام جنت کے دروازوں پر محبوب کریم ﷺ کا نام، حوروں کے سینوں پر محبوب کریم ﷺ کا نام اور جنت کے محلات پر محبوب کریم ﷺ کا نام اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بتانا یہ تھا کہ اے دنیا والوں اس ساری کائنات کا خالق میں ہوں اور مالک میرا محبوب (ﷺ) ہے۔

خصائص کبریٰ اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ جنگ خیبر سے واپسی کے وقت صہبا کے مقام پر امام الانبیاء ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانوں پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور اتفاق کی بات یہ تھی کہ رحمت دوجہاں ﷺ نماز پڑھ چکے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی عصر کی نماز پڑھنی تھی۔ سورج غروب ہوا جا رہا تھا اور کائنات کا سردار ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں لیٹا ہوا تھا اور کیفیت یہ تھی کہ ۔

زمیں پر عرش اعلیٰ کے نشاں معلوم ہوتے تھے
علی کو گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دو مسئلے آ گئے ایک اللہ کی عبادت اور دوسرا محبوب کریم ﷺ کی اطاعت۔

در مصطفےٰ ﷺ پر جبیں رکھی تو ندا دی ہاتف غیب نے
تیرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا کئے تھے نماز میں
نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

انہوں نے سوچا کہ نماز قضا ہوتی ہے تو ہو جائے پھر ادا کرلوں گا مگر اللہ جانے رحمت دوجہاں ﷺ کا سر اقدس پھر کبھی میری جھولی میں آئے کہ نہ آئے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آخر کار محبوب کبریاء ﷺ خواب راحت سے بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کا وقت فوت گیا ہے اور میں نے نماز ادا نہیں کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ ﷺ

کے آرام اور خواب استراحت میں کوئی فرق آئے۔ تو مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) تیری نماز تو قضا ہوگئی مگر اب بتا کہ نماز ادا پڑھنی ہے یا قضا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ غلام ہوں آپ کا اور نماز پڑھوں قضا کر کے۔ رحمت دوجہاں ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) اٹھ اور نماز عصر پڑھ۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ سورج تو غروب ہو چکا ہے، عصر کیسے پڑھوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں تم نیت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور نماز عصر کی نیت کی ادھر مالک دوجہاں، مختار دوجہاں ﷺ نے اپنے دست مبارک اٹھا کر دعا کی۔ اللھم انی علیا کان فی طاعتک وطائت رسولک فاردو علیه الشمس کہ اے اللہ علی (رضی اللہ عنہ) تیری اور تیرے محبوب رسول (ﷺ) کی اطاعت میں تھا۔ اس نے میری خدمت اور اطاعت میں ماز قضا کر کے اپنے امتی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے اب میرے نبی ہونے کا حق یہ ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نماز قضا نہ پڑھے بلکہ ادا پڑھے اس لئے علی (رضی اللہ عنہ) کے لئے سورج کو واپس لوٹا دے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا۔ رسول ﷺ کی اطاعت تو ضرور تھی مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہاں تھی۔ کیونکہ وہاں تو نماز عصر قضا کی جا رہی ہے تو بات یہ ہے کہ اللہ قادر و کریم کا فیصلہ ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع الله ''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

بس پھر کیا تھا رحمت دوجہاں، کون و مکاں کے مالک اور مختار دوجہاں ﷺ نے اپنی مقدس انگلی کا اشارہ کیا تو ڈوبا ہوا سورج عصر کے وقت پر آ گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی۔ سورج کے واپس آنے سے ساری کائنات کا نظام تبدیل ہو گیا۔ کیونکہ کہیں صبح ہوتی ہے اور کہیں شام، کہیں اندھیرا ہوتا ہے اور کہیں سویرا، کہیں دن ہوتا ہے اور کہیں رات، کہیں سورج نکل رہا ہوتا ہے اور کہیں ڈوب رہا ہوتا ہے غرضیکہ ہر ملک میں مختلف اوقات ہوتے ہیں اور جب تاجدار دوجہاں ﷺ کی انگلی کے اشارے سے سورج واپس آیا تو جہاں رات تھی وہاں دن ہو گیا جہاں روشنی تھی وہاں اندھیرا ہوا اور جہاں صبح تھی وہاں شام ہو گئی۔

کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
اور کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

روایات کے مطابق ستر ہزار فرشتے اپنی پوری قوت و طاقت کے ساتھ نوری لگاموں سے کھینچ کر سورج کو مشق سے مغرب کی طرف لے جاتے ہیں اور جب سورج ڈوب رہا تھا تو ستر ہزار فرشتے اسے نیچے کی طرف کھینچ رہے تھے مگر قربان جاؤں مختار دو عالم ﷺ کی حکومت کائنات پر کہ ایک طرف ستر ہزار فرشتوں کی طاقت اور ایک طرف محبوب کبریاء ﷺ کی انگلی کا ایک اشارہ معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ سورج کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے بھی چمٹے ہوئے چلے آئے تھے اور قرآن پاک کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ وسخر لم

الیل والنھار والشمس والقمر ''اللہ تعالیٰ نے دن اور رات اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کردیا ہے''۔ تسخیر کا معنی یہ ہے کہ انسان جس چیز کا تصور کرے وہ چیز فوراً اس کے قدموں میں آجائے تو شہنشاہ کون و مکاں اور مختار دوجہاں ﷺ کی تسخیر کائنات کا تصور کون کرسکتا ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ باہر گیا میرے ہاتھ میں لوٹا تھا۔ ایک چٹیل میدان میں پہنچے جہاں کہیں بھی سایہ نہیں تھا اور محبوب دوجہاں ﷺ نے قضائے حاجب فرمائی تھی تو نبی کریم ﷺ نے دو درخت دیکھے جو میدان کے دونوں کناروں پر تھے۔ پس مالک دوجہاں ﷺ ایک درخت کے پاس گئے اور اس درخت کی شاک کو پکڑ کر فرمایا۔ القادی علی باذن اللہ فانقاوت معہ کا لبعیر المخشوش الذی یصانع قائدہ (مسلم و مشکوۃ شریف)۔ ''اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چل تو وہ درخت اسی طرح محبوب دوجہاں ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا جیسے کہ اونٹ کے ناک میں نکیل ہوتی ہے'' اور پھر دوسرے درخت کے پاس گئے اور وہ بھی رحمت دوجہاں ﷺ کے ساتھ ہی پہلے کی طرح سے آگیا۔ محبوب کریم ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی اور پھر فقال براسہ ھذا واشار براسہ یمینا وشمالا جان کائنات ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اشارہ فرمادیا تو درخت اپنے اپنے مقام پر چلے گئے پھر تاجدار کون و مکاں اور مختار دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ یاجابر ھل رائیت بمقامی کہ اے جابر میرے مقام کو دیکھا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی نعم کہ ہاں یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کے مقام کو دیکھا۔

☆ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے کہا بما احرف انک نبی کہ میں کیسے معلوم کروں کہ تو نبی ہے۔ تو رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ ان دعوت ھذا الفرق من ھذا النخلتہ تشھد انی رسول اللہ کہ اگر میں فلاں درخت کی فلاں کھجور کو بلادوں اور وہ آکر میری رسالت کی گواہی دے تو تو تسلیم کرے گا تو اس نے مان لیا اور پھر فدما لا رسول اللہ علیہ السلام فجعل ینزل من النخلتہ حتی سقط الی النبی (ترمذی شریف)۔

محسن کائنات ﷺ نے اس کھجور کو بلایا تو وہ کھجور اپنے درخت سے ٹوٹی اور حضور علیہ السلام کے پاس آئی اور کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا ارجع کہ واپس لوٹ جاؤ فعاو فاسلم الاغرابی پس وہ لوٹ گئی اور وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ تو وہ نبی جس کے حکم سے آسمان پر چاند پھٹ جائے اور جس کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آئے اور جس کے حکم سے درخت اپنی جڑوں سے اکھڑ جائیں اور جس کے حکم سے کھجوریں ٹوٹ کر اور کلمہ شہادت پڑھ کر واپس ٹہنی پر جالیں اور جس نبی کے اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے اختیارات سے پچاس نمازیں کم ہو کر پانچ رہ جائیں اور

جس نبی کو یہ کلی اختیار ہو کہ جس کو چاہے جنت میں داخل ہونے دے اور جس کو چاہے نہ ہونے دے اور جس نبی کے قبضے و اختیارات میں دوجہاں کی ہر چیز ہو اس نبی کو مجبور محض، بے کمال و بے اختیار اور عاجز ولاچار سمجھنا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اشعت اللمعات جلد اول)۔ نبی کریم ﷺ کو یہ حق اور اختیار ہے کہ شریعت کے بعض احکام کسی کے لئے مخصوص کر دیں اور بعض احکام کسی پر فرض کر دیں۔

☆ حج فرض ہوا تو زبان مصطفےٰ ﷺ سے اعلان ہوا۔ یاایھاالناس قد فرض علیکم الحج" کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے" تو ایک غلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اکل عام کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ امت مرحوم کے شفیق رسول ﷺ نے تین بار خاموش رہے اور پھر فرمایا۔ لوقلت نعم لوجبت کہ "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا"۔

اشعت اللمعات جلد دوم صفحہ ۱۴۰ میں شیخ محقق لکھتے ہیں کہ اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ احکام شریعت نبی کریم ﷺ کے سپرد ہیں اور مزید فرمایا کہ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت اپنے محبوب ﷺ کے سپرد کر دیئے ہوئے ہیں اور وہ جو چاہیں جس کو چاہیں حکم فرمائیں (مدارج النبوت)۔

ایک فعل کسی پر حرام کر دیں اور وہی فعل کسی دوسرے کے لئے مباح کر دیں اور جائز قرار دے دیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اللہ کریم نے ایک شریعت مقرر کر کے اپنے رسول وحبیب ﷺ کے سپرد کر دی ہے کہ اس میں جس طرح چاہیں کمی یا زیادتی اور ترمیم کر دیں۔

<u>میدان عرفات:</u>

میدان عرفات میں امام الانبیاء ﷺ نے ظہر اور عصر ملا کر اکٹھی نمازیں پڑھیں حالانکہ اللہ کریم کا حکم یہ ہے کہ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاب مؤقوتا۔ نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھنی چاہئے۔ فجر، فجر کے وقت۔ ظہر، ظہر کے وقت۔ عصر، عصر کے وقت۔ مغرب، مغرب کے وقت اور عشاء، عشاء کے وقت لیکن مختار دوعالم ﷺ نے میدان عرفات میں ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں اور اللہ کریم کی طرف سے کوئی پرسش نہیں ہوئی اور ہوتی بھی کیوں؟

جبکہ سیدالمرسلین ﷺ ماذون من اللہ ہو کر شارع ہیں۔ شریعت گر ہیں۔ شریعت ساز ہیں اور شریعت ان کی اداؤں کا نام ہے اور اللہ کریم نے احکام ان کے سپرد کر دیئے ہوئے ہیں۔ جس کے لئے جو چاہیں حکم صادر فرما دیں۔ مختار کل محبوب دوجہاں ﷺ کے فیصلہ کے مطابق قیامت تک ہر حاجی میدان عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملا کر اکٹھی پڑھتا رہے گا، چاہے داتا ہجویری ہو یا خواجہ اجمیری۔ بابا فرید ہو یا سلطان باہو اور جنید بغدادی ہو یا غوث اعظم۔

علامہ قاضی شوکانی رحمتہ اللہ علیہ غیر مقلدوں کے امام و پیشوا ہیں۔ حج والی حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں یعنی لوقلت نعم لوجبت۔ استدل به على ان النبى صلى الله عليه وسلم مفوض فى الاحكام الشرع کہ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ شریعت کے احکام نبی اکرم ﷺ کے سپرد ہیں (نیل الاوطار)۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو والی دوجہاں ﷺ نے منبر پاک پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں کسی حلال وحرام اور کسی حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ ولكن والله لا تجتمع بنت رسول الله و بنت عدو الله مكانا واحد ابدا" لیکن اللہ کی قسم اللہ کے رسول (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں (مشکوۃ شریف، ترمذی شریف، مسلم شریف)۔

مطلب یہ کہ میری بیٹی میری لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں علی رضی اللہ عنہ اللہ کے دشمن یعنی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ حالانکہ قرآن پاک میں اللہ کریم کا نکاح کے متعلق فیصلہ یہ ہے۔ فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاثا وربع کہ "ایک مسلمان ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے"۔ حق تو یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے اس اعلان اور فیصلہ کے بعد عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ جب اللہ کریم چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دیتا ہے تو پھر آپ ﷺ مجھے کیوں دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی بات نہیں کی اور وہ بالکل خاموش رہے آخر کیوں؟ اس لئے کہ وہ جانتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ وایمان تھا کہ رسول مختار کل ﷺ کو اللہ کریم نے یہ حق اور اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جو چاہیں کسی کے لئے کوئی بھی فیصلہ کردیں رد نہیں ہوگا۔

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قسم النبى صلى الله عليه وسلم بين اصحابه ضحايا فصارت لعقبته جذعته فقلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم صارت لى جذعته قال ضح بها کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قربانی کے جانور تقسیم کررہے تھے تو میرے لئے جذعہ رہ گیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے حصے جذعہ آیا ہے یعنی چھ ماہ کا بچہ۔ فرمایا جاؤ تم اس کی قربانی دے دو (بخاری و مسلم شریف)۔

محترم قارئین کرام! یاد رہے کہ قربانی کے جانور کی عمر ایک سال کی ہونی چاہئے لیکن مختار دوجہاں ﷺ اور خدا کی خدائی کے حکمران مالک دوجہاں ﷺ نے چھ ماہ کی عمر کے جانور کی قربانی حضرت عقبہ بن عامر کے لئے جائز قرار دے دی۔ کیوں؟ اس لئے کہ شریعت کے احکام میں ترمیم کرنے کا حق اور اختیار اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو دے رکھا ہے اور پھر کل اختیار تفویض کرنے کے بعد اہل ایمان کو حکم بھی دے دیا۔ اطيعو الله واطيعو الرسول کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے

رسُول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔

یاایھاالذین امنوا اطیعو الله واطیعو الرسول لا تبطلو اعمالکم کہ ''اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اطاعت نہ کر کے اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو'' (سورۃ محمد (ﷺ))۔

اقیمو الصلوۃ واتوالزکاۃ واطیعو الرسول لعلکم ترحمون ''اے ایمان والو! نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول مقبول (ﷺ) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور تا کہ تم رحم پانے والوں میں ہو جاؤ'' (سورۃ النور)۔

محترم قارئین کرام! نماز اور زکوٰۃ کے بعد فوراً رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دینا اس حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ اسی صورت میں قبول ہوگی جبکہ محبوب کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا پٹہ تمہاری گردن میں ہوگا اور پھر تم پر رحم بھی اس کی اطاعت کے صدقہ میں کیا جائے گا۔

یامرھم بالمعروف وینھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخباعث ویضع عنھم اصرھم والا غلل التی کانت علیھم ''میرا محبوب (ﷺ) ان ایمان والوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور ان کے لئے پاک چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے اور ان کی گردنوں سے بوجھ اتارتا ہے اور زنجیریں توڑتا ہے'' (سورۃ اعراف)۔

خواجہ کونین ﷺ کی شان وعظمت تو دیکھیں اور ان کے مختار کل ہونے پر غور تو کریں کہ اللہ کریم نے اس آیت قرآن مجید میں امر ونہی اور حلال وحرام کو اپنے محبوب رسول ﷺ کا فعل قرار دیا ہے۔
دوستو! معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے امر ونہی اور حلال وحرام صرف وہی نہیں ہیں جو قرآن پاک نے بیان کئے ہیں بلکہ جو کچھ نبی کریم ﷺ نے حرام وحلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا انہوں نے حکم دیا ہے یا جس چیز سے منع فرمایا ہے وہ سب کچھ اللہ کی طرف سے عطا کردہ اختیارات میں سے ہے۔

اس لئے ان سب حقائق کو بھی اللہ ہی قانون کا ایک حصہ سمجھا جائے گا اس لئے کہ من یطع الرسول فقد اطاع الله ''جس نے محبوب کبریاء (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' (سورۃ النساء)۔ وماا تاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم فانتھم ''اے ایمان والو! رسول پاک (ﷺ) جو تمہیں دے وہ لو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اسے چھوڑ دو'' (سورۃ حشر)۔

☆ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور قیمت ادا کر دی اور فرمایا کہ گھوڑا میں کل لے جاؤں گا۔ اعرابی کا نام سوابن حارث تھا۔ اگلے دن محبوب کریم ﷺ گھوڑا لینے گئے تو وہ مکر گیا کہ میں نے تو گھوڑا فروخت ہی نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ کے اصرار کرنے پر اعرابی کہنے لگا۔ ھلم شھیدا یشھد انی بعتك کہ اے محمد (ﷺ) کوئی گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے گھوڑا بیچا ہے تو میں گھوڑا تمہیں دے دوں گا۔ امام الانبیاء ﷺ حیران ہوئے کہ گھوڑا خریدتے وقت اور کوئی بھی موجود

نہ تھا۔ میں گواہ کہاں سے لاؤں۔ اتفاقاً حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہیں سے آ گئے۔ جھگڑا سن کر حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی سے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محبوب کبریاء ﷺ نے گھوڑا خریدا ہے۔ اعرابی نے گھوڑا دے دیا۔

رحمت دوجہاں ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کل جس وقت میں نے یہ گھوڑا خریدا تھا اس وقت تو تو یہاں موجود نہیں تھا۔ پھر تو نے گواہی کیوں دی۔ عرض کی بتصدیقک کہ آپ (ﷺ) کی تصدیق کے لئے۔ مطلب یہ کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے کہنے پر ہم نے اللہ کو مان لیا تو یہ کیوں نہ مانتا کہ آپ ﷺ نے گھوڑا خریدا ہے (بخاری، مشکوٰۃ، مسلم شریف)۔

محترم قارئین کرام! شریعت مطہرہ کے معاملات میں قرآن پاک کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ گواہ ہوں جو کہ عاقل و بالغ ہوں۔ لیکن سید المرسلین ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک گواہی دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔ اس لئے کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ ساری کائنات کے حاکم بھی ہیں اور اللہ کے عدالت کے قاضی بھی۔ خدا کی خدائی کے فرمانروا بھی ہیں اور دونوں جہانوں کے مختار کل بھی اور یہ منصب انہیں کسی انسان نے نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی عطا کیا ہے اور ین منصب و رتبہ عطا کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ خبردار! جس نے میرے محبوب پاک (ﷺ) کا فیصلہ نہ مانا وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ اس کا فیصلہ میرا فیصلہ ہے، اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کا حکم میرا حکم ہے۔

آ گیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسول ﷺ
اوج فطرت پر ہے جس کی حکمرانی وہ رسول ﷺ
زندگی بھر جو رہا بن کر سپاہی وہ رسول ﷺ
جس کا ہر اک سانس قانون الٰہی وہ رسول ﷺ

## مقام محمود، شفاعت کبریٰ

محترم قارئین کرام! قرآن مجید میں ہے۔ ان یبعثک ربک مقاما محمودا "اے میرے محبوب (ﷺ) قریب ہے کہ تیرا رب تجھے شفاعت کے مقام پر کھڑا کرے" (سورۃ بنی اسرائیل)۔ اعمال حسنہ وسیۂ کی جزاوسزا برحق نیکی و بدی پر ثواب و عذاب یقینی اور حساب و کتاب اور حشر ونشر کی ہر جز ضروری مگر قیامت کے ہولناک منظر میں شفاعت مصطفےٰ ﷺ پر ایمان رکھنا بھی ایمان کی ایک شرط ہے۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ لکل نبی دعوۃ مستجابۃ "کہ نبی کو ایک ایسی دعا دی گئی کہ اس کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں"۔ حضرت آدم علیہ السلام نے وہ دعا مانگ لی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ دعا مانگ لی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی وہ دعا مانگ لی۔ غرضیکہ ہر نبی وہ دعا مانگ چکا ہے۔ تو غلاموں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ وہ دعا کب مانگیں گے۔ تو محسن کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ دعا اس وقت کروں گا جب قیامت کے دن تمہارا مددگار کوئی نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے بھی گنہگاروں،

بدکاروں اور سیاہ کاروں کو اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت کا دروازہ بتادیا ہوا ہے۔

☆ ولو انھم الظلموا انفسھم جاء وك فاستیغفر الله واستغفرلھم الرسول لوجدوالله توابارحیما ''اے میرے محبوب (ﷺ)! وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں اور گناہ اور بدکاریاں کر بیٹھتے ہیں تو ان کو یہ چاہئے کہ سب کچھ بخشوانے کے لئے پہلے تیرے پاس آئیں' اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور تو ان کو بخشوائے تو وہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے'' (سورۃ النساء)۔

آج کی دنیا میں ہر بیماری کا علاج کرنے کے لئے حکیم اور ڈاکٹر موجود ہیں مگر قیامت تک کوئی ایسا حکیم یا ڈاکٹر پیدا نہیں ہوگا کہ جو کسی کے گناہ کی بیماری کا علاج کردے مگر رحمت دوجہاں ﷺ ایسے روحانی طبیب اور جسمانی حکیم ہیں کہ جو ظاہری اور جسمانی بیماریوں کا علاج بھی کرتے ہیں اور باطنی اور روحانی بیماریوں کا بھی اور پھر آیت کے معانی پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنی بات ہی نہیں کرتا بلکہ حکم فرماتا ہے کہ یہ گنہگار بندے پہلے تیرے پاس آئیں۔ اس لئے کہ جب تک یہ تیرے پاس نہ آئیں گے ساری زندگی' ساری ساری رات مصلے پر سربسجود ہوکر مجھ سے معافی مانگیں تو میں ان کی ایک بھی نہ مانوں گا اور اگر یہ اپنے گناہ مجھ سے معاف کروانا چاہتے ہیں تو میں اس وقت تک ان کو نہیں بخشوں گا جب تک کہ تو نہ بخشوائے اور تو شفاعت وسفارش نہ کرے اور اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے گناہ معاف کرانے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط لگادیں۔

- بارگاہ نبوت میں حاضری۔
- اپنے گناہوں سے توبہ کرنا۔
- محبوب ﷺ کی شفاعت کرنا۔

کیونکہ محبوب کریم ﷺ بارگاہ الٰہی کے وکیل اور مختار عالم ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس کا کیا مطلب کہ کوئی انسان گناہ تو کرے رب کا اور جائے بارگاہ رسالت میں تو بلاتشبیہ ومثال اگر کوئی شخص حکومت کے کسی قانون اور ضابطے کی خلاف ورزی کرے تو اسے پہلے کسی وکیل یا کسی مختار عدالت کے پاس جانا پڑتا ہے کیونکہ ان کے بغیر اس جرم کی عدالت میں کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح عدالت الٰہیہ اور دیوان خداوندی محبوب کبریاء ﷺ کے بغیر کسی کی کوئی داد فریاد نہیں ہوتی کیونکہ دروازۂ مصطفےٰ ﷺ دروازۂ خدا ہے اور اگر کسی فقیر نے کچھ مانگنا ہوتا ہے تو وہ مکان کی چھت یا مکان کے پیچھے سے نہیں مانگتا بلکہ مکان کے دروازہ سے مانگتا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا قرآن پاک کی آیت میں بھی صاف صاف بتلا دیا گیا ہے کہ اے دنیا میں بسنے والے انسانوں! اگر تم نے بارگاہ خداوندی سے کوئی چیز مانگنی ہو تو اس کے دروازہ یعنی درِ محبوب کبریاء ﷺ پر آکر مانگو۔ کیونکہ میرا محبوب ﷺ رحمت پروردگار' سیہ کاروں کا غمخوار شافع روز شمار اور گنہگاروں کا بخشنہار ہے۔

قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ اپنی جانوں پر ظلم اور گناہ کرنے والوں کا معافی اور بخشش کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونا سید المرسلین ﷺ کی حیات پاک تک ہی محدود تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر قیامت تک کے گنہگار کہاں جاتے اور پھر قیامت تک کے گنہگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی اور دربار اور وسیلہ بنا دیتا حالانکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لئے مذکورہ بالا آیت پاک اس حقیقت کو صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ جب بھی تیرے امتی اپنی جانوں پر ظلم یا کوئی اور گناہ کر بیٹھیں تو اس کی معافی و بخشش کے لئے تیرے ہی دربار گوہر بار میں حاضر ہو جائیں۔ تیری زندگی میں بذات خود تو ان کی سفارش کرنے والا موجود ہے اور تیرے وصال پاک کے بعد ایسے لوگ تیرے روضۂ پاک پر حاضری دیں اور قیامت ایسا ہوتا ہی رہے گا (مزید تفصیل ہماری کتاب ''جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ تفسیر مدرک میں ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے وصال پاک کے بعد ایک آدمی نے رحمت دوجہاں ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دی اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ میں گنہگار ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ تیرے پاس آئیں تو میں حاضر ہو گیا ہوں تو روضۂ انور سے یہ آواز آئی۔ فنودی من قبره لقد غفرلك کہ تجھے بخش دیا گیا۔ اور پھر محبوب کریم ﷺ نے خود بھی فرمادیا ہے کہ انا سید ولد ادم یوم القیامت ولا فخر وبیذی لوالحمد ولا فخر کہ ''قیامت کے دن تمام بنی آدم کا سردار میں ہوں گا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا مگر میں اللہ تعالیٰ کے اس عطیے پر فخر نہیں کرتا'' (ترمذی، مشکوۃ شریف)۔

☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اذا کان یوم القیامة کنت إمام النبیین و خطیبهم وما حب شفاعتهم غیر فخر ''کہ قیامت کے دن میں تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور تمام نبی میری شفاعت کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے مگر میں فخر نہیں کرتا'' (ترمذی شریف) اور اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب پاک ﷺ سے وعدہ بھی ہے کہ ولسوف یعطیك ربك فترضی ''کہ اے میرے محبوب (ﷺ)! میں قیامت کے دن تجھے اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا''۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرے امت نہ بخش دی جائے۔

بھلا ہمارا وہ غم خوار مددگار اور شافع روز شمار آقائے دوعالم ﷺ جس کی زبان حق ترجمان پر پیدا ہوتے ہی یہ دعا تھی۔ رب هب لی امتی کہ ''میرے اللہ میری گنہگار امت کو بخش دے'' اور جو ساری زندگی ساری ساری رات غاروں میں رو رو کر اپنی گنہگار امت کی بخشش کے لئے دعائیں کرتا رہا، قیامت کے دن یہ کیسے برداشت کرے گا کہ اس کی امت کا کوئی گنہگار اس کے سامنے جہنم میں جائے۔

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک کہ ہر اک امتی بخشا نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ بھی نہ جائے گا
کیونکہ رسول پاک ﷺ سے دیکھا نہ جائے گا

☆ ایک دفعہ تین دن تک امام الانبیاء ﷺ۔ غلام پریشان تھے۔ آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت لے کر رحمت دوجہاں ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ ایک پہاڑی پر پہنچے تو وہاں ایک یہودی اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس چرواہے سے پوچھا!

اے شبان حال شبان ما بگو

کہ اے بکریوں کے رکھوالے کہیں امت کا رکھوالا بھی دیکھا ہے تو اس چرواہے نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا تمہارا رکھوالا کون ہے البتہ۔

ایں قدر و اتم کہ اندر تیرہ غار
میکند کس نالۂ لیل و نہار

میں اتنا جانتا ہوں کہ آج تین دن ہو گئے کہ پہاڑی کی اس غار میں کوئی رو رہا ہے اور اس کے رونے کی آواز سن کر۔

جانور از نالہ اولب بستہ اند
جانور از نالہ او دل خستہ اند

میری بکریاں بھی روتی ہیں اور انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی فرماید کیا ہے تو اس چرواہے نے کہا۔

میکند از تالۂ ھر ساعتی
رب ھب لی امتی یا امتی

کہ وہ رونے کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے (مزید تفصیل ہماری کتاب ''رحمت دوجہاں ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن محبوب کریم ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیتیں تلاوت کیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلان نے عرض کی تھی کہ اے میرے اللہ! بہت سے لوگوں نے نافرمانی کی ہے۔ فمن تبعنی فانہ منی ''پس میرے وہی ہیں جنہوں نے میری تابعداری کی ہے'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ ان تعذبهم فانهم عبادك ''اے اللہ! اگر تو نے ان کو عذاب

دے گا تو یہ تیرے ہی بندے ہیں''۔ مطلب یہ کہ قیامت کے دن ہم گنہگاروں کے ذمہ دار نہیں ہیں۔
تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور دربار خداوندی میں عرض کی۔ اللھم امتی امتی ''اے میرے اللہ! میری امت میری امت'' مطلب یہ کہ قیامت کے دن ہر نبی بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا کہ اے اللہ نیکوں کو بخش دے، بروں کو بخش چاہے نہ بخش۔ مگر پانہ بیکساں اور شفیع مجرماں اور رحمت دوجہاں ﷺ حشر کے اس ہولناک میدان میں عدالت الوہیت میں عرض کریں گے کہ اے میرے اللہ! بروں کو بخش دے نیکوں کو چاہے بخش یا نہ بخش۔ غرض ہر نبی قیامت کے دن کہے گا کہ مولا! نیک ہمارے ہیں اور بد تیرے ہیں، مگر بے کسوں کا آقا ﷺ کہے گا مولا! اچھے تیرے ہیں اور برے میرے (مشکوۃ شریف)۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر، بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

☆ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے آذان سن کر یہ دعا مانگی۔ اللھم رب ھذہ الدعوۃ اتآمۃ والصلوۃ القآئمۃ ات محمدن الوسیلۃ وابعثہ مقاما محمودا ن الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی ''اے اللہ قادر وکریم! جو پوری دعا اور کھڑی ہونے والی نماز کا مالک ہے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو وسیلہ فضیلت اور مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی'' (بخاری شریف)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام بیٹھے ہوئے تھے اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کررہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تھے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام تھے۔ الا و انا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء لحمد یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول شافع وانا اول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر ''اور خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں پر میں فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا بھی میں ہی ہوں گا اور سب سے پہلے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں گا اور قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ بھی میں کھولوں گا مگر میں ان عطیات خداوندی پر کوئی فخر نہیں کرتا'' (مزید تفصیل ہماری کتاب ''افضل الخلق ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا شفاعتی لاھل الکبائر من امتی ''قیامت کے دن گناہ کبیرہ کرنے والے امتیوں کے لئے بھی میری شفاعت ہوگی'' (مشکوۃ

شریف)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سألت النبی علیه السلام ان یشفع فی یوم القیامة فقال انا فاعل ''میں نے کملی والے آقا کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا'' تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ میں ضرور تیری شفاعت کروں گا (مشکوۃ شریف)۔

محترم قارئین کرام! قیامت کے دن رحمت دو جہاں ﷺ سے شفاعت کا سوال کرنے والا کوئی بدکار وسیاہ کار اور بدکردار و گنہگار نہیں ہے بلکہ صبح سویرے سے لے کر شام تک دربار رسالت میں حاضر رہنے والا' زبان مصطفے ﷺ سے کلام الہی سننے والا' ہر نماز امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے ادا کرنے والا ایک مقدس صحابی ہے لیکن قیامت کے میدان کی ہولناکی اور حشر کے دن کی دہشت کے پیش نظر وہ اپنے لئے شفاعت کا طلبگار ہو رہا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ محض اعمال حسنہ اور عبادت ہی پر فخر و ناز نہیں کیا جا سکتا بلکہ اگر محبوب کریم ﷺ نے شفاعت کر دی تو پھر جنت و بخشش یقینی ہے۔

تو اس لئے کسی کو اپنے اعمال حسنہ اور عبادت پر ناز نہیں کرنا چاہئے اور کسی کو اپنے نوافل ومصلےٰ اور تسبیح پر فخر نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت دو جہاں ﷺ کی نظر عنایت اور شفاعت کا طلبگار رہنا چاہئے تو صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں قیامت کے دن آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں گا۔ تو محسن کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اول ما قطلبنی علی الصراط کہ ''سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا'' تو صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اگر آپ ﷺ وہاں نہ ملیں تو پھر کہاں تلاش کروں تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ ماطلبنی عند المیزان ''پھر مجھے میزان پر تلاش کرنا''۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اگر آپ ﷺ وہاں بھی نہ ملیں تو پھر کہاں ڈھونڈوں۔ تو رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایاج۔ فاطلبنی عند الحوض کہ ''پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔ پل پراط پر اپنی امت کے گنہگاروں کو پکڑ کر پار لگاتے ہوں گے اور میزان پر گنہگاروں کے اعمال کو درود پاک کی پرچیوں سے بھاری کرتے ہوں گے اور حوض کوثر پر پیاسوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلاتے ہوں گے۔

آؤ اب میں آپ کو ذرا میدان حشر میں لے جاؤ اور اس عرصہ دار و گیر محشر کی سیر کراؤں جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی پوری قہاری و جباری میں ہوگا اور آفتاب اپنی پوری تمازت پر ہوگا اور جب انسانوں کو امن و سلامتی کا کوئی سایہ نہیں ملے گا اور جب انسانوں کے گناہ عریاں صورتوں میں نظر آئیں گے اور جب اولاد آدم ترساں ولرزاں ہوگی اور جب کوئی کسی کا یار و مددگار نہ ہوگا اور جب باپ اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے باپ سے بھاگے گا اور جب کوئی اپنے پسینے میں گھٹنوں تک اور کوئی کمر تک اور کوئی گلے تک ڈوبا ہوا ہوگا اور ہر طرف سے نفسی نفسی کی آواز آتی ہوگی۔ تو اس وقت سب سے پہلے فخر موجودات باعث تخلیق کائنات سید

اولاد آدم رحمت دو عالم ﷺ اپنے ہاتھوں میں لوائے حمد کا جھنڈا لے کر اور سر پر تاج شفاعت پہن کر گنہگاروں کی دستگیری فرمائیں گے اور ہر نبی سے ناامید ہو جانے والوں کو اس بے قراری و بے تابی کے وقت آگے بڑھ کر تسکین کا پیام سنائیں گے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ آج کے دن ہماری شفاعت کرنے والا کون ہوسکتا ہے اور پھر تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ انت ابو البشر خلقت الله بيده ونفع فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك اشفع لنا الى ربك ''کہ تو نسل انسانی کا باپ ہے اور تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور پھر تجھے فرشتوں نے سجدہ کیا آج دربار خداوندی میں ہماری شفاعت کر''۔ تو حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر آج اللہ تعالیٰ اپنے قہر و غضب اور اپنی قہاری و جباری میں ہے اس لئے آج میں خدا کے پاس نہیں جاسکتا۔ کسی اور کے پاس یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر تمام مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائے گی وہ بھی انکار کر دیں گے اور جواب دیں گے اذهبو الى غيرى کہ کسی اور کے پاس جاؤ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ انت نبی الله وخليله من اهل الارض کہ تو اللہ کا نبی ہے اور اس کا پیارا خلیل بھی ہے۔ آج دربار خداوندی میں ہماری شفاعت کرو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی انکار کر دیں گے یہاں تک کہ اس دن کوئی نبی بھی عدالت الٰہیہ میں جا کر گنہگاروں کی شفاعت کرانے کی حامی نہ بھرے گا بلکہ تمام نبی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔ آخر کار جب تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے۔ اذهبوا الى محمد صلى الله عليه وسلم ''کہ اللہ قادر و کریم کے آخری نبی اور اس کے محبوب ﷺ کے پاس جوؤ''۔ آج اروہ مان گیا اور اس نے تمہاری شفاعت کر دی تو سمجھو کہ سب بخشے گئے۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمام لوگ ہر نبی سے مایوس و ناامید ہو کر میرے پاس آئیں گے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ آخر تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جانے اور پھر ہر نبی کے دربار سے محروم ہونے اور پھر سب کے آخر میں امام الانبیاء ﷺ کے دروازے پر آ کر شفاعت کی بھیک مانگنے میں کیا حکمت تھی۔ کیونکہ نہ پہلے ہی تمام لوگ حضور سرور کائنات ﷺ کے پاس چلے گئے تو گزارش ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا اور تمام لوگ چلے ہی نبی کریم ﷺ کے دربار گوہر بار میں چلے جاتے اور سب کی شفاعت ہو جاتی تو کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ اس میں محبوب کریم ﷺ کی کیا خصوصیت ہے۔ لوگ جس نبی کے پاس جاتے وہی شفاعت کر دیتا اور پھر بتانا یہ تھا کہ قیامت کے دن جب تمام نبیوں کی ٹھوکریں کھانے کے بعد میرے محبوب ﷺ کے دربار کہربار میں جھکنا ہے تو اس دنیا میں ہی میرے یار کے روضے پاک کی جالی چوم لو۔ تو

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ یامحمد انت رسول الله وخاتم الانبیاء و غفرلك ما تقدم وما تاخرا شفع لنا الی ربك الا تریٰ ما نحن فیه ''کہ اے محمد (ﷺ) تو اللہ کا محبوب رسول ہے اور خاتم الانبیاء ہے اور تو معصوم عن الخطا ہے اس لئے دربار خداوندی میں ہماری شفاعت کریں۔ آج ہم جس مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہیں تو دیکھ رہا ہے''۔ تو محسن کائنات (ﷺ) نے فرمایا۔ فاتی تحت العرش فاخرساجدا ''کہ میں پھر عرش الٰہی کے نیچے سجدے میں گر جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء کروں گا'' اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔ یامحمد ارفع رأسك سل تعطه واشفع تشفع ''کہ میرے محبوب (ﷺ) اپنے سر پاک کو اٹھا تو سوال کر میں عطا کرتا ہوں تو شفاعت کر میں قبول کرتا ہوں اور پھر میں سجدے میں سے اپنے سر اقدس کو اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے محبوب (ﷺ) مانگ کیا مانگتا ہے تو رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں عرض کروں گا۔ یارب امتی کہ اے میرے رب میری امت کو بخش دے (مشکوٰۃ، ترمذی شریف)۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ اور پھر رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ مقام محمود یعنی مقام شفاعت جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا تھا۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یامحمد ادخل من امتك من لاحساب علیهم ''کہ اے میرے محبوب (ﷺ) آدھی امت بغیر حساب کے جنت میں داخل کرلے''۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں پھر اپنا سر اقدس سجدے میں رکھ دوں گا تو اللہ کریم فرمائے گا۔ فاخرج من کان فی قلبه شقال شعیرة من ایمان ''کہ اے میرے محبوب (ﷺ) جس کے دل میں ایک مٹھی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی جہنم سے نکال لے اور پھر ان کو نکال لیا جائے گا اور میں پھر سجدہ میں گر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا کہ اے میرے محبوب (ﷺ) اپنے سر کو سجدہ سے اٹھا اور سوال کر میں دیتا ہوں۔ تو شفاعت کر میں قبول کرتا ہوں۔ تو میں پھر عرض کروں گا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے تو پھر اللہ کریم فرمائے گا۔ فاخرج من کان فی قلبه ذرة من الایمان ''کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال لے''۔ چنانچہ ان کو بھی نکال لیا جائے گا۔ رحمت دوجہاں نے فرمایا کہ میں پھر سجدہ میں گر جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ پھر پہلے کی طرح فرمائے گا اور پھر امت کی شفاعت کے لئے عرض کروں گا۔ یارب ایذن لی فیمن قال الا اله الا الله کہ اے میرے رب مجھے اجازت دے کہ جس نے ایک مرتبہ بھی کلمہ پڑھ لیا ہوا ہے میں اس کو بھی جہنم سے نکال لوں''۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے محبوب (ﷺ) میں تجھ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ قیامت کے دن تجھے راضی کروں گا اور اگر تو اسی طرح ہی راضی ہے تو میں اپنا وعدہ پورا

کرتے ہوئے ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دوں گا جس نے ایک دفعہ بھی کلمہ پڑھ لیا ہوا ہے۔

دوستو! ہم اہل سنت و جماعت گنہگار اور بدکار سہی لیکن اپنے کملی والے آقا ﷺ کے بے ادب نہیں نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں قیامت کے میدان میں رحمت الٰہی اور شفاعت مصطفےٰ ﷺ پر بھروسہ ہے کیونکہ اس بے تابی و مشکل کے وقت گنہگاروں کو بخشش تو ہو جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ بے نمازی کو اللہ تعالیٰ بخش دے مگر وہ اپنے محبوب ﷺ کے بے ادب کو کبھی نہیں بخشے گا اور یہ قانون الٰہی ہے کہ جس قوم نے نافرمانیاں کیں اور اپنے نبی کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل نہ کیا اس قوم کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا گیا اور اسی وجہ سے گزشتہ قوموں پر طرح طرح کے دردناک عذاب نازل ہوتے رہے۔ مگر جب اس کے محبوب ﷺ کی امت کی باری آئی تو فرمایا کہ قیامت کو میرے پاس آؤ گے تو پوچھوں گا۔ قیامت برحق ہے' حساب و کتاب ضروری اور ثواب و عذاب یقینی ہے۔ مگر ہم رحمت دوجہاں ﷺ کے گنہگار امتی ہیں ہمیں کیا خوف۔ ڈر تو اسے ہو جس نے دربار خداوندی میں تنہا جانا ہے ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ اس لئے کسی کے ساتھ مولا علی رضی اللہ عنہ ہوگا' کسی کے ساتھ آقا حسین علیہ السلام ہوگا' کسی کے ساتھ باوا فرید اور کسی کے ساتھ داتا گنج بخش ہوگا' کسی کے ساتھ خواجہ فقیر محمد چوراہی اور کسی کے ساتھ پیر سیال لجپال (رحمتہ اللہ علیہم) ہوگا۔ کیونکہ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں جس کو جس سے محبت ہوگی وہ قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا۔ پس جس کو دنیا میں پیران پیر سے محبت ہوگی وہ قیامت کے روز پیران پیر کے ساتھ ہوگا۔ جس کو دنیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہوگی وہ قیامت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا اور جس کو دنیا میں امام الانبیاء ﷺ سے محبت ہوگی وہ قیامت کو امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ ہم سنی ہیں اور یہ سب ہمارے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حساب و کتاب کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا دوزخیوں اور جنتیوں کے متعلق آخری فیصلہ ہو جائے گا اور دوزخیوں کی صفیں بندھی ہوئی ہوں گی اور جب جنتی ان کے پاس سے گزریں گے تو ایک وہ دوزخی جس پر دوزخ لازم ہو چکی ہوگی' ایک جنتی کو پکڑ کر عرض کرے گا۔ اما تعرضنی انا الذی سقیتك شوبة اور کوئی کہے گا۔ انا الذی وھبت لك وضوء فیشفع له...... کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ پانی پلایا تھا اور کوئی کہے گا میں وہی ہوں کہ جس نے آپ کو ایک دفعہ وضو کرایا تھا تو وہ جنتی ان کی شفاعت کریں گے تو ان کی جہنم کی سزا جنت کے انعام میں بدل جائے گی اور ان کی شفاعت کے سبب ان یقینی دوزخیوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

نوح کو بھی موجِ طوفاں سے کنارا مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطف نظارہ مل گیا
الغرض ہر ایک بے چارے کو چارہ مل گیا

ہم غریبوں کو محمد ﷺ کا سہارا مل گیا

☆ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ان من امتی من یشفع للضعام و منھم من یشفع للقبیلته ومنھم من یشفع للعصبه و منھم من یشفع للرجل حتی یدخلوا الجنة ''میری امت میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو قیامت کے دن کسی جماعت کی اور کچھ لوگ کسی قبیلے کی اور کچھ لوگ کسی خاندان کی اور کچھ لوگ کسی ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتی کہ ان کی شفاعت سے وہ گنہگار جنت میں داخل کئے جائیں گے'' (ترمذی' مشکوٰۃ شریف)۔

رحمت دوجہاں ﷺ کے صدقے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء اور فقراء کی شان دیکھو کہ حشر کے اس ہولناک میدان میں اور مخلوق خدا کی انتہائی مصیبت اور مشکل کے وقت جب کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی اس دن جواب دے دیں گے لیکن اولیاء' فقراء' علماء اور شہداء مخلوق خدا کی قیامت کے دن مصیبت اور مشکل کو اپنی شفاعت سے آسان بنادیں گے اور دوزخیوں کو جنت میں داخل کرائیں گے تو جب یہ حقیقت ہے تو پھر کیوں نہ اس دنیا میں ہی ان کی خدمت اور قدم بوسی کرکے اور ان کے ادب واحترام اور شان ومقام کو تسلیم کرلیا جائے تاکہ قیامت کے دن وہ ہمیں بے ادب اور گستاخ سمجھ کر ٹھکرا نہ دیں۔

☆ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کے تین بچے دودھ کی حالت میں مرجائیں۔ وہ بچے قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جھگڑ کر اپنے والدین کو جنت میں لے جائیں گے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جس کے دو بچے مرجائیں؟ تو رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی شفاعت کریں گے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ جس کا ایک بچہ مرے؟ تو رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی شفاعت کرے گا۔تو امت کی شفیقہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ تیری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کا کوئی نہیں ہوگا اس کا میں مددگار رہوں۔

☆ دنیا کا ہر مسلمان کسی لڑکی یا لڑکے کی نماز جنازہ میں یہ دعا کرتا ہے۔اللھم اجعلھالنا شافعة کہ اے اللہ اس لڑکی کو یا اس لڑکے کو قیامت کے دن ہمارا شفیع بنادینا۔تو اگر کسی مردہ لڑکی اور لڑکے کی شفاعت پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو پھر سرور کونین' محبوب کبریاء ﷺ کی شفاعت پر گنہگاروں کو کیوں بھروسہ نہیں؟

☆ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۳۱ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ مقام محمود کا مفہوم ومعنی بیان کرتے ہیں۔ انه الشفاعته کہ مقام محمود کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت۔

☆ قال الواحدی اجمع المفسرون علی انه مقام الشفاعته واحدی کہتے ہیں کہ تمام

مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ مقام محمود رسول پاک ﷺ کی شفاعت ہے۔

☆ قال النبی صلی الله علیه وسلم هوا لمقام الذی اشفع فیه امتی کہ امام المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ مقام محمود وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

☆ المواہب اللدنیہ صفحہ ۶۱۷ علامہ یوسف بن اسمٰعیل ابنہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ المقام المحمود انه مقام الشفاعته کہ مقام محمود کیا ہے؟ مقام الشفاعت۔

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ سے پوچھا گیا۔ من المقام المحمود فقال هو الشفاعت کہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا وہ شفاعت کا مقام ہے۔ یاهوا جلاسه صلی الله علیه وسلم علی العرش او علی الکرسی ''یا وہ عرش ہے یا کرسی جس پر بیٹھ کر شافع روز جزا نے شفاعت کرنی ہے''۔

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یوضع للانبیاء یجلسون علیما و تبقی منبری لا اجلس علیه قائما بین فدی ربی ''کہ قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے اور تمام نبی اپنے اپنے منبر پاک پر بیٹھ جائیں گے مگر میرا منبر پاک باقی رہ جائے گا اور میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ میں رب کریم کے سامنے کھڑا رہوں گا'' (الشفاء شریف)۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محبوب (ﷺ) کھڑے کیوں ہو؟ ما ترید ان اصنع بامتك جو تمہارا ارادہ ہے بتاؤ۔ میں تمہاری امت کے ساتھ وہی کروں گا۔ فرمایا میں عرض کروں گا۔ یارب عجل حسابهم کہ میری امت کا حساب سب سے پہلے لے لو۔ اس لئے کہ گرمی کی شدت ہولناک منظر اور عرصہ محشر کی گھبراہٹ ہمارے سہارے، ہمارے دستگیر، ہمارے آقا و مولا، ہمارے شفیع مجرماں اور ہمارے غم خوار و غم گسار نبی کریم ﷺ سے اپنی امت ہی نہیں ساری مخلوق خدا کی قابل رحم حالت اور افسردگی و بے کسی دیکھی نہ جائے گی۔ جوں جوں میدان حشر کی ہلاکت خیز گرمی تیز ہوتی جائے گی اس رؤف و رحیم کی رحمت جوش میں آتی جائے گی۔ فرمایا۔ پھر میری امت کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا۔ ان میں سے کچھ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے ومنهم من یدخل بشفاعتی اور کچھ میری شفاعت کے سبب۔ پھر فرمایا هذا المقام المحمود کہ یہ ہے مقام محمود۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک ہے۔ ان رسول الله صل الله علیه وسلم قال تبعث الانبیاء علی ب والبعث علی البراق و یعبث بلال علی ناقته من لوق الجنته ینادی بالاذ ان کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواری پر ہوں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور آگے آگے حضرت بلال حبشی اونٹنی پر سوار

ہوں گے اور آذان دیتے جائیں گے۔ حتی اذا قال اشهد ان محمد رسول الله شهد لهه المومنون من الاولين والآخرين اور جب وہ محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی کا اعلان کریں گے تو اول و آخر یعنی اگلے اور پچھلے تمام ایمان والے اس کی گواہی دیں گے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ فاذاسمعت الانبياء واممها اشهد ان محمد رسول الله قالوا ونحن نشهد على ذالك کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں رحمت دوجہاں ﷺ کی رسالت کی گواہی سنیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

ایمان والو! ذرا تصور تو کرو' محبت والو! ذرا غور تو کرو اور گنہگارو! ذرا دیکھو تو سہی کہ تمام نبی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہیں آگے آگے امام الانبیاء ﷺ براق پر جلوہ افروز ہیں دست مبارک میں لوالحمد کا جھنڈا ہے' آگے آگے بلال حبشیؓ آذان کی ایمان افروز اور روح پرور آوان ہے۔ یہ جلوس نہیں تو اور کیا ہے؟

دیکھو ذرا کس شان سے سرکار آرہے ہیں
محشر میں دھوم مچ گئی غم خوار آرہے ہیں۔

فرمایا جب میں اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچوں گا تو فيستقبلنی الجبار تعالیٰ پس پھر اللہ الجبار خود میرا استقبال کرے گا۔ یہ ہے مقام محمود۔

☆ من ذالذی يشفع عنده الا باذنه کے تحت وفی تاويلات الهميته هذالا ستشنام اجع الی النبی صلی الله عليه وسلم کہ الا نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے کیونکہ اللہ کریم نے وعد لهه المقام المحمود ان سے مقام محمود کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ قیامت کے دن اگر کسی کو اللہ کریم کی طرف سے کسی کی شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی تو وہ جناب محمد ﷺ ہیں۔ وهو الشفاعته اور وہ مقام محمود کیا ہے؟ شفاعتہ۔

محسن کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اتا فی ات من عند ربی فخير فی بين اف يدخل فصف امتی الجنته و بين الشفاعته فاخترت الشفاعته کہ رب کریم کی طرف سے میرے پاس آنے والا آیا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا کہ چاہے تو میں آدھی امت جنت میں لے جاؤں اور چاہوں تو شفاعتہ کرلوں۔ تو میں نے شفاعتہ کو اختیار کرلیا۔ اس لئے کہ اگر ہمارے غم خوار آقا' رحمت دوجہاں ﷺ آدھی امت بغیر حساب وکتاب کے جنت میں لے جانے کو اختیار کر لیتے تو پھر باقی آدھی امت کہاں جاتی۔ کس کو پکارتی اور کس کا دروازہ کھٹکھٹاتی۔ جبکہ روز محشر کوئی کسی کا مددگار و حامی نہ ہوگا اور شفیع المذنبین ﷺ کے سوا اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ کوئی کسی کا فریادرس نہ ہوگا اور کوئی کسی کی بگڑی بنانے والا نہ ملے گا۔

عام انسان تو رہے ایک طرف وہاں تو ہر نبی نفسی نفسی پکارتا ہوگا۔ یہاں تک کہ مخلوق خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر فریاد کرے گی کہ آپ نے اللہ کا گھر بنایا' آپ نے بتوں کو توڑا' آپ نے اللہ کی راہ میں ہزاروں دکھ اٹھائے' آپ نسل انسانی کے امام ہیں' آپ نے آتش نمرود کے دہکتے ہوئے خوفناک اور تباہ کن انگاروں میں چھلانگ لگائی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اللہ کے خلیل ہیں۔ فاشفع لنا آج ہماری شفاعت کر دیں۔ تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا جواب یہ ہوگا۔ انما کنت خليلا من وراء من وراء اذهبوا غیری کہ بے شک میں اللہ کا خلیل ہوں لیکن آج سے پہلے پہلے' اس لئے کسی غیر کے پاس جاؤ۔

غیر اللہ کے پاس۔ پھر جب ساری مخلوق اللہ کے قہر و غضب سے ڈر کر اور اس کی قہاری و جباری سے گھبرا کر ہر نبی کے دروازے سے ناامید ہو کر اور ہر رسول کے آستانہ سے مایوس اور ہر پیغمبر کے کوچہ سے خالی دامن لوٹ کر شافع روز جزا ﷺ کے حضور فریاد کریں گے تو سید المرسلین ﷺ پورے وثوق اور یقین سے جواب دیں گے۔ انا لها۔ انا لها کہ ہاں آج میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔

فریاد کرنے والوں میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے' مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ دامن پھیلا کر یوں فریاد کریں گے کہ

نہ مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سر جھکا کر یوں التجا کریں گے کہ

سید و سرور محمد نور جاں
بہتر و بہتر شفیع مجرماں

لواء الحمد یعنی حمد کا علم اور شفاعت کا جھنڈا میدان حشر میں نصب ہوگا۔ یجلس علی الکرسی سید المرسلین ﷺ اپنے سر اقدس پر شفاعت کا تاج سجائے کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔ مقام محمود عطا ہونے اور ولسوف یعطیك ربك فترضى کا وعدہ پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام لواء الحمد کی جانب پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور ساری مخلوق خدا پر امید ہو کر اس انتظار میں ہے کہ گنہگاروں کی شفاعت کے لئے دیوان حشر کے کرسی نشین کے لب مبارک کب کھلتے ہیں۔

ادھر جب امام الانبیاء ﷺ دیکھیں گے کہ آج مجرموں کی سفارش اور گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا میرے سوا کوئی نہیں اور اللہ کے خطا کار بندے کسی آسرے کی تلاش اور کسی سہارے کی جستجو میں ہیں اور کوئی حامی و مددگار ڈھونڈ رہے ہیں اور کسی پناہ گاہ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں تو پھر۔

کملی دا گھنڈ کھول کے سوہنا کردا پیا آوازہ
آؤ لوکو کھلن لگا جے رحمت دا دروازہ

یہ ہے مقام محمود۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں محبوب کریم ﷺ نے فرمایا۔ انا اول الناس یشفع فی الجنتہ وانا اول من یقرع باب الجنتہ کہ سب سے پہلے میں لوگوں کی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا (مسلم شریف)۔ جنت کا دربان پوچھے گا کون ہے؟ میں کہوں گا محمد (ﷺ)۔ رضوان جنت کہے گا۔ بك امرت لا افتح لا حد قبلك کہ مجھے یہی حکم دیا گیا تھا آپ ﷺ سے پہلے کسی اور کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔

نمرود نے اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے چیخہ تیار کی۔ آگ جب پوری طرح بھڑک اٹھی اور تباہ کن شعلے جب کئی کئی میل تک کی ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لینے لگے تو خلیل اللہ علیہ السلام کو ان میں پھینک دیا گیا۔ لیکن خداوند قدوس نے یانارکونی بردا وسلاما علی ابراھیم کا حکم فرما کر اس آتش نمرود کو ٹھنڈا کر دیا اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کو پھولوں کی کیاری بنا دیا۔ لیکن کوئی تعجب نہیں۔ اس لئے کہ آگ جلانے والا نمرود اور بجھانے والا خدا۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر۔

تعجب تو یہ ہے کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا کہ وبیدی لوالحمد ولا فخر۔ وما من نبی یومئذ آدم ومن سراہ الا تحت لوائی کہ قیامت کے دن حمد و شفاعت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور مجھی اس پر کوئی فخر نہیں ہے (مشکوۃ شریف)۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے بھی نبی ہیں سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

یاد رہے کہ میدان حشر میں جھنڈا صرف امام الانبیاء ﷺ کا ہی ہوگا۔ کسی اور کا نہیں۔ نبی و رسول تو رہے ایک طرف خود خدا کا بھی کوئی جھنڈا نہیں ہوگا۔ پھر حیران ہوں کہ وہ لوگ یعنی نجدی میدان حشر کی اس ہلاکت خیز گرمی' تباہ کن تپش اور دل و دماغ کو پگھلا دینے والی سورج کی تمازت میں کہاں کہاں پناہ ڈھونڈیں گے۔ کس کا سایہ تلاش کریں گے اور کس کے دروازے پر جائیں گے۔ وہاں تو سایہ صرف لواء الحمد کا ہوگا اور وہ سید المرسلین ﷺ کے دست مبارک میں ہوگا اور اسے یہ لوگ غیر اللہ سمجھتے ہیں اور غیر اللہ کے پاس جانا' ان سے مدد مانگنا' ان کی پناہ طلب کرنا اور ان کے سایہ میں بیٹھنا ان کے نزدیک شرک و کفر ہے۔

ایسی صورت میں ان حضرات کے لئے ایک ہی صورت ہے کہ اگر میدان حشر اور عرصۂ قیامت میں اپنی نجات چاہتے ہیں تو اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے لواء الحمد کے سایہ میں آرام کرنے کے حق دار بن جائیں۔ اس لئے کہ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ہاں تو بحث مقام محمود کی تھی جسے امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے کھل کر بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لفظ محمود اپس ے معنی میں مشعر ہے۔ اس لئے کہ کوئی انسان اس وقت تک محمود نہیں ہوسکتا جب تک کہ کوئی حامد اس کی حمد کرنے والا نہ ہو اور حمد وثناء اور تعریف وتوصیف بغیر انعام کے نہیں ہوتی اور شفاعت کا مقام یعنی مقام محمود ایک ایسا مقام ہے کہ قیامت کے دن ساری مخلوق خدا کو اس تمام انسانوں کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے شفاعت کا انعام ملے گا، جہنم سے رہائی ملے گی، گناہ بخشے جائیں گے اور جنت عطا ہوگی۔ جس کے بدلہ میں ساری مخلوق خدا اور تمام انسان میدان حشر میں سید المرسلین ﷺ کی حمد وثناء اور تعریف وتوصیف کریں گے اور یہی مقام محمود ہے۔

گنہگارو نہ گھبراؤ عدالت ان کے گھر کی ہے
بروں کو بخشوا لینا یہ عادت ان کے گھر کی ہے

☆ معارج النبوت میں علامہ معین الدین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ کا آخری فیصلہ اس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گنہگاروں کی شفاعت کے متعلق یہ فرمان جاری ہو گا۔ انت شفیعھم فیما یقصرون فرائضی انا اکون شفیعا لھم فیما یقصرون فی سنتک کہ میرے محبوب (ﷺ) جنہوں نے میرے فرائض چھوڑے ان کی شفاعت تو کردینا' میں قبول کروں گا اور جنہوں نے تیری سنتیں چھوڑیں ان کی شفاعت میں کردوں گا اور تو قبول کرلینا۔

محترم قارئین کرام! یہ تھا رحمت دوجہاں ﷺ کا مقام محمود مقام شفاعت اور مالک دوجہاں ﷺ کے اختیارات کا ذکر (مزید تفصیل ہماری دیگر کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اللہ قادر وکریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہمیں محبوب کریم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ ویٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

رانا علی محمد صاحب نے سوال کر دیا کہ آپ نبی پاک ﷺ سے متعلق یہ فرمایا کرتے ہیں ''کہ خالق کل نے مالک کل بنا دیا''، تو مجھے کسی نے یہ پوچھا ہے کہ کیا پھر نبی پاک ﷺ زندگی اور موت دے سکتے ہیں کیا وہ رزق دے سکتے ہیں، کیا وہ عزت اور ذلت دے سکتے ہیں، کیا وہ فتح دے سکتے ہیں؟ ذرا اس کی وضاحت فرمادیں۔ رانا صاحب آپ تو نبی پاک ﷺ سے متعلق پوچھ رہے ہیں لیکن میں ان کے غلاموں کی بات کرتا ہوں۔ میں محبوب کبریاء ﷺ کے غلام در غلام در غلام قیامت کے قریب جو آخری غلام ہوگا میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو محبوب کریم ﷺ کا ہو جاتا ہے پھر زمانہ تو کوئی چیز نہیں ہے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے اگر خدا بھی اس کا ہو جائے تو پھر پیچھے کون سی کمی رہ گئی۔ جب رحمت دوجہاں ﷺ کا غلام کثرت نوافل کرتا ہے، رات کو زیادہ نوافل پڑھتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو یہ فرمارہے ہیں کہ نوافل تھوڑے پڑھو، تھوڑا قیام کرو لیکن جب رحمت دوجہاں ﷺ کے غلام نوافل میں زیادتی کرتے ہیں، فرض اور سنت ادا کرنے کے بعد زیادہ نوافل پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے بولتا ہے حتی کہ اس کے پاؤں میری قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ ہم اس کو کس طرح سے ادا کریں یہ کہہ لیں وہ میری قدرت سے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے لیکن ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اس کو اس طرح سے کہیں یہ بے ادبی ہے۔ ادب کی وجہ سے میں اس کا ترجمہ کچھ اور طریقہ سے کر رہا ہوں کہ وہ چلتا بھی اللہ کے کرم سے ہے۔ اس کی زبان کن کی زبان ہو جاتی ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کن ہو جا تو فیکون پس وہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی کن کہتے ہیں تو وہ ہو جاتا ہے۔ یہ زندہ کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے، احادیث سے ثابت ہے، یہ کوئی ناممکن چیز نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات قرآن مجید میں آئی ہیں۔ مردوں کو زندہ کر دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ انہوں نے ایک بیٹا کسی سے لے کر پالا ہوا تھا، متبنّیٰ بنایا ہوا تھا، لے پالک تھا۔ اس بیٹے نے اپنے اس باپ کو قتل کر دیا اور خود رونے لگا۔ چیخنے چلانے لگا کہ کسی نے قتل کر دیا ہے۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے کہ یا موسیٰ (علیہ السلام) اس مقتول کا قاتل کون ہے؟ کسی نے اس کو قتل کر دیا ہے اور قاتل کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ طویل واقعہ ہے، سورۃ بقرہ میں اس کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقتول کو گائے کے گوشت کا ٹکڑا لگاؤ گے تو یہ زندہ ہو جائے گا۔ وہ گائے کس کی تھی، کہاں سے حاصل کی گئی؟ بڑی لمبی کہانی ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا جب مقتول کے جسم سے لگایا گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مردہ زندہ ہو گیا۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ قیامت کے دن کس طرح سے مردوں کو زندہ کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندے لے لو اپنے پاس رکھ لو، وہ تم سے مانوس ہو جائیں پھر اس کو ذبح کر کے قیمہ بنا کر آپس میں ملا دو اور اس قیمہ کو پہاڑ پر رکھ کر ان

پرندوں کا نام لے کر آواز دو تو وہ چل کر تمہارے پاس آ جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے ہی کیا تو وہ پرندے زندہ ہو کر چل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ مردہ کا زندہ ہو جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت عزیز علیہ السلام کہیں جا رہے تھے' راستہ میں کھنڈرات آئے' ٹوٹے پھوٹے اجڑے ہوئے درو دیوار والا گاؤں آیا' شہر آیا۔ حضرت عزیز علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یا اللہ یہ جو مر گئے ہیں' کھپ گئے ہیں' ان کی ہڈیاں گل سڑ گئی ہیں' قیامت کے روز کیسے زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو بھی مار دیا' اس کی سواری کو بھی مار دیا اور اس کا کھانا وغیرہ وہیں پر ٹفن میں پڑا رہا گیا۔ سو سال تک وہ نبی حضرت عزیز علیہ السلام مردہ حالت میں پڑے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندگی عطا فرما دی۔ آپ نے دیکھا کہ کھانا وغیرہ تو درست حالت میں ہی ہے لیکن آپ کی سواری گل سڑ گئی ہے اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی سواری کو بلاؤ اس کو آواز دو۔ جب حضرت عزیز علیہ السلام نے اپنے گدھے مبارک کو آواز دی تو وہ بھی زندہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سے مردے کو زندہ کر دیتا ہے اور زندگی اپنے نبی حضرت عزیز علیہ السلام کی زبان مبارک سے دلا دی اور حضرت عزیز علیہ السلام کو بھی علم ہو گیا پتہ چلا گیا کہ مردے زندہ ہو جاتے ہیں اور قیامت میں بھی ہو جائیں گے اور جو کچھ نبی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کر لیتے تھے وہ ہمارے آقا ﷺ کے غلام امت کے اولیاء اللہ کر لیتے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ڈوبی ہوئی کشتی کیسے تیرا دی؟ کشتی ڈوب چکی تھی' دریا اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا' کشتی کے سوار ڈوب گئے مر گئے' ان کو مچھلیاں' کچھوے اور آبی جانور کھا گئے' ان مچھلیوں کو مچھیروں نے پکڑ لیا' لوگوں نے ان کو کھا لیا اور ان مچھلیوں کے کھانے والے بھی مر چکے تو پھر اب یہ کشتی کیسے نکل آئے گی' اس کے سوار کیسے زندہ ہو جائیں گے' برات کیسے آئے گی' دولہا اور دولہن کیسے آئیں گے؟ تو حضرات جب اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے بولتا ہے تو پھر وہ اگر کن کہہ دیں گے تو یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ اس میں حیرانی کی کون سی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں تو پھر جس کی زبان سے اللہ تعالیٰ بولتا ہو وہ کــــن والی زبان ہوتی ہے اور وہ جو کہے وہ ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جو محبوب کبریاء ﷺ کا معجزہ ہوتا ہے وہ ان کی امت کے اولیاء کی کرامتیں ہوتی ہیں۔ یہ زندگی عطا کر دینا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے' مردہ کو زندہ کر دینا کوئی حیرانی والی بات نہیں ہے۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت نوح علیہ السلام کے صحابی کو زندہ کیا ہے۔ طویل واقعہ ہے۔

ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ مہربانی

فرمائیں مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائیں۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوح محفوظ پر آپ کے لئے کوئی بیٹا نہیں ہے۔ تو کہاں سے ملے گا؟ عرض کرنے لگی کہ مجھے معلوم ہے کہ میری قسمت میں بیٹا نہیں ہے' ہوتا تو مل جاتا۔ اس لئے آپ کے در پر حاضر ہوئی ہوں' اب خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گی۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ ایک دو تین حتی کہ فرمایا کہ سات بیٹے اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ عورت چلی گئی یکے بعد دیگرے کئی سالوں کے بعد سات بیٹے ہوئے۔ کسی بدعقیدہ نے اسے ورغلایا کہ خدا کی بندی اولاد تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے' اس میں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا کیا حصہ ہے' پہلے لوح محفوظ میں نہیں تھے پھر اس نے لکھ دیئے' اللہ تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے' تو خواہ مخواہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے گیت گا رہی ہے' ان کی تعریف کر رہی ہے' ان کی منقبت پڑھ رہی ہے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اولاد نہیں دے سکتے' یہ شرک ہے اور شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ عورت کے دماغ پر یہ شیطانی بات اثر کر گئی وہ بہلاوے میں آ گئی اور کہنے لگی کہ اولاد تو واقعی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اللہ قادر و کریم کی قدرت کہ اس کے تمام بیٹے ایک ایک کر کے فوت ہو گئے۔ دفن کر دیئے گئے۔ وہ پھر حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا کہ سرکار میں تو لٹ گئی' میں مر گئی' میرے سارے بیٹے فوت ہو گئے' مہربانی کرو مجھے معاف کر دو' میں غلط عقیدہ کے ہاتھوں برباد ہو گئی ہوں۔ ولی کے در کی طرف آنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں' عورت کے گناہ بھی معاف ہو گئے۔ فرمایا کہ اچھا بی بی اب تیرا عقیدہ صحیح ہو گیا ہے' اللہ مہربانی فرمائے گا' اب تو کیا چاہتی ہے؟ عرض کیا کہ میرے بیٹے مجھے دے دیں۔ فرمایا کہ قبرستان چلی جاؤ ان کے نام لے لے کر پکارو۔ وہ گئی اور اپنے بیٹوں کے نام لے لے کر پکارا تو سارے کے سارے بیٹے زندہ ہو کر اپنی قبور سے باہر آ گئے۔ یہ غلامان محبوب کریم ﷺ کی شان ہے۔ زندگی بھی عطا کر سکتے ہیں اور موت بھی۔

ایک عورت حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا بیٹا چھوڑ گئی کہ حضرت صاحب اس کو تعلیم دیں' اس کو روحانیت عطا فرمائیں' اس کو ذکر آ جائے فکر آ جائے۔ سال بعد وہ عورت آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا تو سوکھ کر کانٹا بن گیا ہے' ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے اور حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خود مرغی تناول فرما رہے ہیں اور اس کا بیٹا سوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ عورت نے کہا کہ حضرت صاحب اللہ کا خوف کھائیں' میرا بیٹا سوکھ گیا ہے اور روٹی بھی سوکھی کھا رہا ہے آپ خود مرغی کھا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مرغی کی ہڈیاں اکٹھی کر کے فرمایا زندہ ہو جا۔ وہ مرغی جو ذبح ہو کر پکائی جا چکی تھی' کھائی جا رہی تھی' زندہ ہو کر بھاگ گئی۔ فرمایا کہ تیرا بیٹا جب اس مقام کو پہنچے گا تو پھر مرغی ہی کھایا کرے گا' ابھی اسے سوکھی روٹی کھاتے رہنے دو۔ میری عرض ہے کہ اولیاء اللہ زندگی بھی دیتے ہیں' موت بھی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب کچھ ہوتا ہے۔

کوفہ کے چند نوجوانوں نے شرارت کے طور پر اپنے ایک ساتھی کو کفن دیا' چارپائی پر لٹایا اور حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے کہ حضرت صاحب یہ فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ شرارت یہ تھی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھا چکیں تو ہم اس ''مردے'' پر ایک چھوٹا سا پتھر پھینکیں گے جس سے یہ اٹھ کھڑا ہو گا اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا (نعوذ باللہ) مذاق اڑائیں گے کہ آپ نبی کریم ﷺ کے علم کے شہر کے دروازے ہیں اور آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ آپ زندہ آدمی کا جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ جنازہ لایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ حضرت صاحب جنازہ پڑھا دیں۔ شرارتی لوگوں میں اس ''حاضر میت'' کا والد بھی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میت کے والد سے پوچھا کہ اجازت ہو تو میں جنازہ پڑھا دوں۔ اس نے اجازت دے دی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس نوجوان کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ لوگوں نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت میت پر پتھر پھینکا لیکن وہ نہ اٹھا۔ وہ شرارت حقیقت میں بدل چکی تھی۔ نوجوان مر گیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اب یہ جا چکا ہے اور قیامت میں بھی میرے حکم سے اٹھے گا۔ یہ کس کی زبان ہے زندہ کو مردہ کہہ دے تو وہ مر جاتا ہے۔ اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

مشہور حدیث پاک ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے مالک دو جہاں ﷺ کی دعوت کی۔ اپنی بکری ذبح کی، گوشت پکایا اور حضور رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ محبوب کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر کھانا تناول فرمایا اور حکم دیا کہ ہڈیاں ایک جگہ اکٹھی رکھتے جاؤ۔ دعوت ختم ہوئی ابھی کچھ بوٹیاں اور سالن ہنڈیا میں موجود تھا کہ آپ ﷺ نے بکری کی تمام ہڈیاں اکٹھی کر کے فرمایا کہ زندہ ہو جا تو وہ بکری کان جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ جان کائنات ﷺ نے بکری کو کان سے پکڑ کر اس کے مالک صحابی رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنی بکری لے جاؤ ہم نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم نے اپنے بیٹی کو فلاں وادی میں پھینک دیا تھا۔ رحمت دو جہاں ﷺ اس وادی میں اس شخص کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فلاں کی بیٹی اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا تو وہ لڑکی زندہ ہو کر حاضر ہو گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم ﷺ کی دعوت کی اور اپنی بکری ذبح کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کھانا پکانے میں مصروف رہی کہ ان کے ایک بیٹے نے دوسرے کو اسی طرح ذبح کر ڈالا، جس طرح اس نے اپنے والد کو بکری کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر خون دیکھ کر گھبرا گیا اور تیزی میں سیڑھیاں اترنے لگا تو گر گیا اور فوت ہو گیا۔ والدہ محترمہ نے دونوں بچوں کی لاشیں چھپا دیں تاکہ محسن کائنات ﷺ کی دعوت میں کوئی خلل نہ آئے۔ رحمت دو جہاں کھانے کے لئے تشریف لائے تو فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) اپنے دونوں بچوں کو بھی بلاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور بچوں کی لاشیں بھی پیش کر دیں۔ مالک دو جہاں ﷺ نے بچوں کو فرمایا کہ اٹھو ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ تو

دونوں بچے زندہ ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ آپ کے صحابہ اور آپ کی امت کے اولیاء کرام زندگی بھی عطا کر سکتے ہیں موت بھی دے سکتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خالق کل نے آپ ﷺ مالک کل بنا دیا ہے۔ زندگی اور موت تو ایک طرف وہ جنت بھی عطا کرتے ہیں۔ اب بتائیے کہ جنت لینا چاہتے ہو یا زندگی لینا چاہتے ہو۔ مالک دو جہاں ﷺ تشریف لائے اور خوش خبری دی کہ اے میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سنو کہ ستر ہزار میرے اولیاء اللہ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا بھی نام ان میں تحریر فرما دیں۔ ستر ہزار کی خوشخبری تو اللہ نے دی تھی لیکن صحابی عرض کرتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ میرا بھی نام اس میں لکھ دیں تو مالک و مختار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تیرا بھی نام ان میں شامل کر دیا۔ اس خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ کو جنت کون دے رہا ہے' اس کا نام فہرست میں کون درج کر رہا ہے۔ مالک دو جہاں ﷺ کی کرم نوازی ہے۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت محبوب کریم ﷺ دے رہے ہیں۔ پھر یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ستر ہزار اولیاء کرام کو بغیر حساب کتاب جنت عطا ہو جائے گی۔ وہ عرض کریں گے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے باقی ساتھی کہاں جائیں گے۔ اگر کسی ولی نے کہہ دیا کہ میں اپنے مریدوں کے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ اچھا ہر ولی اللہ ہر پیر صاحب اپنے ساتھ مزید ستر ستر ہزار کو جنت میں لے جائے گا۔ یہ ان کا کرم ہے جو کسی ولی کا ہو گیا وہ اس کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ نماز اولیاء کرام نے پڑھی' کھانا انہوں نے کم کھایا' سوئے وہ نہیں' شب بیداری انہوں نے کی' چلہ کشی انہوں نے کی' چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھی' ساری رات نہ سوئے نہ وضو ہی ضائع ہوا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ ایک ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا ہے۔ یہ بندے ہیں۔ اب یا تو ایسے بن جاؤ یا ان کے ہو کر رہو۔ اگر ان کے ہو کر رہے تو پھر آپ بھی وہیں ہوں گے جہاں وہ ہوں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس کو جس سے محبت ہو گی اس کا حشر اس کی ساتھ ہوگا اور جنت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ اگر الٹ ہو گیا تو پھر جہنم میں داخلہ ہوگا۔ جو محبوب کبریاء ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کریم کا محبوب بن جائے گا۔ جس کسی ولی کا محبوب ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا بھی محبوب بن جاتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمسایہ میں ایک مجوسی تھا۔ اس کا وقت قریب آیا تو اس نے آگ روشن کی تاکہ وہ مرتے وقت اپنے خدا کی زیارت کر کے مرے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو آگ جلانے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں مرنے والا ہوں' یہ میرا خدا ہے' ساری عمر اس کی پوجا کی ہے' اب آخری دم اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ تمہاری دوست نہیں بنی' یہ تمہیں جلا دیتی ہے کہ نہیں کہنے لگا کہ یہ آگ ہے اس کی صفت ہی جلانا ہے۔ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں

اس کے حبیب ﷺ کا غلام ہوں، جس کی وجہ سے یہ آگ میری غلام ہے، یہ مجھے تو نہیں جلاتیہے۔ اتنا فرمایا اور اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا۔ ہاتھ نہ جلا تو مجوسی کو سمجھ آ گئی کہ بات کچھ اور ہی ہے۔ میں نے خواہ مخواہ ساری عمر آگ کی پوجا کی ہے۔ کہنے لگا کہ حضرت صاحب مجھے کلمہ پڑھا دیں میں مسلمان ہوتا ہوں۔ لیکن یہ بتائیں کہ ساری عمر جو آگ کی پوجا کی ہے، گناہ کیئے ہیں، شرک کیا ہے، خدا کے علاوہ آگ کو خدا کہہ کر اس کی پوجا کی ہے، میرا کیا بنے گا۔ فرمایا تو کلمہ پڑھ لے میں تمہیں رقعہ لکھ دیتا ہوں تو سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔ اس نے پڑھا لا الـه الا الـلـه محمد رسول الله ادھر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا۔ یا اللہ اس نے تیرے محبوب ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، بایزید گواہی دیتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اس کو بخش دیں اور جنت عطا فرما دیں۔ مجوسی نے وہ رقعہ اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی اور مر گیا۔ حضرت یا بزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ تیری یہ مجال کہ تو نے رقعہ لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے، روئے گڑگڑائے معافی مانگی، رات کو سوئے تو دیکھا کہ مجوسی جنت میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا کہ کیا حال ہے۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت صاحب آپ کی رقعہ نے کام کیا ہے۔ اللہ نے مجھے معاف کر دیا، آپ اپنا رقعہ لے لیں، کسی اور کے کام آ جائے گا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو وہ رقعہ ہاتھ میں تھا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک شخص کو جنت عطا فرمائی اور حضرت بلول ؟؟؟؟؟؟ نے بھی زبیدہ خاتون کو جنت عطا فرمائی ہے ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

یہ ولی اللہ کا کرم ہے کوئی آدمی یہ نیت کر کے گھر سے نکلے کہ میں نے کسی ولی اللہ کے پاس جانا ہے تو اس کے پہلے قدم کے ساتھ ہی ستر ہزار فرشتے پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے ایمان والوں کے لئے مسلمان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ مرید جب اپنے پیر صاحب کے در کی طرف چلتا ہے تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر پھیلاتے ہیں۔ اب سوچ لیں کہ مرید اپنے مرشد کامل کی طرف جائے اور فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پر پھیلائیں تو کتنی عزت اور عظمت والی بات ہے۔ جو بندہ فرشتوں کے پروں پر چل کر جا رہا ہے، وہ ولی نہیں ہے بلکہ ولی کے در کی طرف جا رہا ہے۔ صرف ادب شرط ہے، محبت شرط ہے۔ ذکر فکر کی شرط نہیں ہے۔ ولی اللہ خود ہی تمہیں سنوار لیں گے اور ایسا سنوار لیں گے کہ تمہیں بھی پیر بنا دیں گے۔ میں غلام مصطفیٰ ﷺ کی بات کر رہا ہوں کہ وہ اس طرح سے جنت عطا کرتے ہیں۔ میں حضور محبوب کریم ﷺ کی بات نہیں کر رہا ہوں اس کی شان تو بیان ہو ہی نہیں سکتی۔ احادیث کی کتب میں پڑھیں اور دیکھیں کہ محسن کائنات ﷺ نے کتنے لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔ کئی بار وہ اپنے غلاموں کو جنت عطا کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا عطا ہو گی کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں دے دی ہے۔ جنت کیا چیز ہے۔ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میرا غلام صدق دل سے کلمہ پڑھ لے تو جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ صرف اتنی قیمت ہے جنت کی۔ چور ہے اور کنجری ہے۔ آپ ان کو معاشرہ میں کیا مقام دیں گے؟ ذلیل

ترین طبقہ تو یہی ہے۔ چور لوگوں کا مال و دولت چوری کر رہا ہے۔ نہ بیوہ کا لحاظ ہے نہ یتیم کا لحاظ ہے نہ حرام حلال کی تمیز ہے۔ اس سے زیادہ ذلیل بندہ کیا ہوگا۔ کنجری سارے زمانہ کے گناہوں کا سبب بنی ہوئی ہے اپنی جوانی اور حسن کا جال بچھا کر لوگوں کو گناہوں کی طرف کھینچ رہی ہے۔ عورت کا حسن شیطان کا جال ہے اور عورت اگر فاحشہ بھی ہو جائے تو یہ ایک بڑا جال بن جاتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔ آپ کے شہر میں ایک جنجری فاحشہ عورت آ گئی۔ نوجوانوں کی کشش کا سبب بن گئی۔ لوگ تنگ آ گئے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ حضرت صاحب آپ کے ہوتے ہوئے شہر میں یہ گندگی پھیل رہی ہے۔ نوجوان بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور اس عورت کے دروازے پر مصلّٰی بچھا کر بیٹھ گئے۔ جو کوئی بندہ آتا وہ حضرت صاحب کو دیکھ کر شرمساری سے واپس چلا جاتا۔ جب کوئی بندہ اس عورت کے پاس نہ پہنچا تو اس نے باہر آ کر جو دیکھا تو حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ اس عورت نے آپ کو کہلا بھیجا کہ آپ میری کاروبار میں کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج کی رات ہم تیری مہمان ہیں جو فیس بھی تمہاری ہے وہ ہم ادا کریں گے۔ لیکن جو کچھ میں کہوں گا وہی تمہیں کرنا ہوگا۔ عورت مان گئی۔ آپ نے حکم دیا کہ نہا دھو کر صاف کپڑے پہنو۔ وہ حکم بجالائی تو آپ نے فرمایا کہ مصلّٰی لے کر اس پر نماز کے لئے کھڑی ہو جاؤ۔ اس نے ویسے ہی کیا۔ تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس کو یہاں تک لانا میرے بس میں تھا' اس کا دل پھیر دینا تیرا کام ہے۔ بس ولی اللہ کا کہنا ہی تھا کہ اس عورت کا دل جاری ہو گیا' آنکھوں میں آنسو آ گئے' باطن صاف ہو گیا اور وہ اللہ کی ولیہ بن گئی۔ اولیاء کرام یوں عزت دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ صفی اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت لعل شہباز قلندر کے روضہ پر سلام کے لئے گئے تو وہاں باہر میدان میں ایک کنجری گا رہی تھی۔ لوگوں کا ہجوم اس کے گرد جمع تھا۔ حضرت خواجہ صفی اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ اچھی نہ لگی لیکن وہ اس وقت گا رہی تھی کہ

در کوئی نیک نامی مارا گزر نہ دادند
گر تو نمے پسندی تغیر کن قضارا

اچھے کاموں سے میری گزر اوقات نہیں ہوتی لیکن اگر آپ کو میری یہ حالت اچھی نہیں لگتی تو آپ میری قضاء کو تبدیل کر دیں۔ حضرت صفی اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فقرہ سنا تو وہیں رک گئے۔ اس کنجری عورت نے پھر وہی بات دہرا دی۔ یہ سنتے رہے۔ جب دو تین دفعہ اس عورت نے یہی بات دہرائی تو ولی اللہ کو جوش آ گیا۔ فرمایا تغیر کنم قضارا ''جا میں نے تیری تقدیر بدل دی''۔ اس عورت کا دل اسی وقت جاری ہو گیا۔ وہ سجدہ میں گر گئی اور اللہ کی ولیہ بن گئی۔ اس طرح سے اولیاء کرام عزت دیتے ہیں۔ ذلت سے نکال دیتے ہیں۔ وہ جو زبان سے فرما دیں وہ ہو جاتا ہے کہ ان کی زبان کن کی زبان ہوتی

ہے۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے در پر چور آیا۔ جب چرانے کے لئے آیا تو وہ عزت دی کہ قطب بنا کر رکھ دیا۔ رحمت دوجہاں ﷺ کے در پر قتل کرنے والا آیا' فاروق اعظم بنا کر رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا کرنے آرہے تھے۔ ارادہ قتل ہے' قتل کرنے آرہا ہے۔ جب نگاہ پڑی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنا کر رکھ دیا اور وہ عزت اور مقام دیا کہ فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد پورے بندوں میں اگر کسی کا کوئی مقام ہے تو وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان کو یہ عزت کہاں سے ملی' کس نے آپ کو صدیق بنایا اور پھر کس نے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام دیا' یہ عزت کس نے دی؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کتنا مقام کتنا درجہ عطا کر دیا کہ قرآن مجید میں کتنی ہی آیات مبارکہ ایسی ہیں کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش ہوتی کہ یہ آیت آئے تو وہی آیت نازل ہو جاتی۔ عورتیں پردہ کریں تو وہ آیت آ گئی۔ سترہ آیات ایسی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے عین مطابق آئیں۔ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے اور جس گلی میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزر جائیں اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ شیطان دل میں بیٹھا ہوتا ہے لیکن جس دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت ہو' کسی ولی کی محبت ہو اس میں شیطان کا داخلہ بند ہو جاتا ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے در پر چار سکھ آئے۔ ڈاکو تھے' چور تھے' لٹیرے تھے۔ رات کا ڈاکہ مارنا تھا' چوری کرنا تھی۔ لیکن جب حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ پڑی تو ولی بنا کر رکھ دیئے۔ جتنے وہ نامی گرامی چور تھے اتنا ہی بلند نام ولایت میں پا گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں جو شدت تھی وہ اسلام لانے سے پہلے بھی اتنی ہی تھی اور اسلام لانے کے بعد بھی اتنی ہی رہی۔ شدت میں کمی نہیں آئی بس تلوار کا رخ بدل گیا۔ پہلے محسن کائنات ﷺ کو قتل کرنے کی سوچ میں تھے اب کفار کو قتل کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ اس طرح سے عزت دیتے ہیں۔ ہم مسلمان کس طرح سے ہوئے ہیں' ہماری مسلمان ہونے کا کیا سبب بنا' ہم مقامی باشندے نہیں ہیں' تاریخ دان جانتے ہیں ہم وسط ایشیا میں سے آئے ہیں۔ ہم آریہ Arans ہیں۔ منگول قوم ہیں۔ گھوڑے اور خون اور پتہ نہیں کیا کیا کھاتے آئے ہیں۔ لیکن یہاں مسلمان ہو گئے یہ کس طرح سے ہوا۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت
صبح ما از مہر تو تابندہ گشت

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدم اس سر زمین پر لگے تو اسلام پیدا ہو گیا۔ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض کے صدقے سومنات کا مندر توڑ کر رکھ دیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قمیض عطا

فرمائی۔ کوئی ایٹم بم نہیں دیا۔ کوئی توپ نہیں دی۔ خنجر یا تلوار نہیں دی۔ اپنی قمیض دی ہے لیکن وہ قمیض جو فرما دیں وہی بن جاتی ہے۔ توپ بن جائے یا بم بن جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ وہ ڈاکٹر بن گئے۔ جو کہیں وہی ہو جاتا ہے۔ وہی بن جاتا ہے کیونکہ بنانے والی جو چیز ہے وہ کـن والی زبان ہے۔ فتح بھی عطا کرتے ہیں۔ عزت بھی دیتے ہیں۔ خیبر میں میں جو فتح ہوئی وہ کس نے فتح دی ہے۔ فرمایا کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو خیبر کو فتح کر لے گا۔ اگلے روز فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا کہ ان کو لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر ہوئے۔ مالک ومختار دوجہاں ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں تندرست ہو گئیں پھر جھنڈا عطا کیا جس سے فتح ہوئی۔ شفا بھی دیتے ہیں صحبت بھی دیتے ہیں فتح بھی دیتے ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح کیسے ملی۔ کیا اسلحہ سے ملی؟ قوت سے ملی' طاقت سے ملی' جنگ سے ملی؟ نہیں نہیں مالک دوجہاں ﷺ کی مٹھی بھر کنکریوں سے فتح ملی۔ حضرات فتح بھی وہ عطا کرتے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ اولیاء اللہ کے دم سے رزق عطا ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی وجہ سے فتح ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کی وجہ سے ایمان قائم رہتا ہے۔ اولیاء اللہ کی وجہ سے عمل کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کا ذکر اور ان کی صحبت ایمان کو قوت طاقت اور سہارا دیتی ہے۔ ایک اور بات پوچھی گئی تھی کہ کیا ذلت بھی دیتے ہیں۔ ہاں جب دل میں ولی اللہ کی محبت نہ ہو اولیاء اللہ کا ادب نہ ہو تعظیم مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ ادب مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو بندہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ اگر غور سے پڑھا جائے' دیکھا جائے تو بندے کو سمجھ آ جاتی ہے۔ منافق کی زندگی بڑی اچھی ہے' نماز روزہ اس میں ہے لیکن وہ پھر بھی منافق ہے' جہاد اور شہادت اس میں ہے لیکن پھر بھی منافق ہے' زکوٰۃ قربانی حج سب کچھ کر رہا ہے' صدقہ دے رہا ہے پھر بھی منافق ہے' حافظ ہے قاری ہے مفسر ہے محدث ہے پھر بھی منافق ہے۔ تو پھر کون سی چیز کی کمی ہے کہ جس کی وجہ سے منافق ہے اور جہنم میں جا رہا ہے؟ کافر سے بھی زیادہ سزا پا رہا ہے وہ ہے تعظیم محبوب کریم ﷺ۔ اس میں تعظیم محبوب کریم ﷺ نہیں ہے' ادب محبوب کریم ﷺ نہیں ہے' کمال محبوب کریم ﷺ کا اعتراف نہیں ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا یہ اثر ہوا کہ ان کو وحی کے آنے سے پہلے ہی وحی کے نفس مضمون تک کا پتہ چل جاتا تھا (نعوذ باللہ)۔ نبی علیہ السلام کو پتہ ہی نہیں ہوتا بس جونہی دل سے عظمت مصطفیٰ ﷺ گئی تو ایسی ذلت ملی کہ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں زمین قبول نہیں کرے گی۔ فوت ہو گیا تو بارہ دفعہ دفن کیا گیا لیکن ہر دفعہ زمین نے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ زمین نے قبول ہی نہیں کیا حتیٰ کہ جانور کھا گئے۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جب اعلان فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو حضرت سنان رحمۃ اللہ علیہ نے تسلیم نہ کیا اور کہا کہ نہیں میری گردن پر نہیں ہے۔ حضرت سیدنا سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا قدم نہیں ہے تو پھر سور کا قدم ہو گا۔ طویل بات ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ پھر حضرت سنان رحمۃ اللہ علیہ کے کندھوں پر سور نے سواری کی۔ جب ولی کی محبت دل سے نکل جاتی ہے جو اسے ذلیل وخوار

کردیتی ہیں۔

محترم قارئین کرام! اولیاء کرام عزت بھی دیتے ہیں لیکن ان کے گستاخ کو (اللہ معافی دے) ذلت بھی نصیب ہوتی ہے۔ عزت ہے تو اولیاء اللہ کے ہاں ہے اللہ کے نزدیک عزت ہے ہی محبوب کبریاء ﷺ کی اور ان کے غلاموں کے لئے اور کسی کی عزت ہے ہی نہیں۔ نہ قارون کی عزت ہے نہ فرعون کی عزت ہے نہ ہامان کی عزت ہے نہ شداد کی عزت ہے نہ شیطان کی عزت ہے۔ عزت ہے تو صرف غلامان محبوب کریم ﷺ کے لئے ہے۔ دوستو! خلاصہ کلام یہ ہے کہ ولی اللہ جو ہے وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے اور اسے کن کی زبان عطا ہو جاتا ہے پھر وہ جو کہہ دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اولیاء کرام زندگی بھی دیتے سکتے ہیں، رزق بھی عطا کر سکتے ہیں، موت بھی دے سکتے ہیں، عزت بھی دے سکتے ہیں، فتح بھی دے سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آسمان خواں زمین خواں زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سے محبت رکھنے اور ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سب کچھ عطا کر دیا ہے، ہر چیز کی ملکیت عطا کر دی ہے۔ فرمایا اللہ معطی وانا قاسم کہ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے اپنے محبوب ﷺ کو دیا ہے ا۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ وہ کوئی مجبور تو نہیں ہے۔ وہ قادر ہے، بے نیاز ہے جو چاہے جس کو چاہے عطا کر دے۔ اس نے اپنے محبوب کو عطا کر دیا ہے اور یاد رکھیں کوئی اپنے محبوب سے کوئی چیز بچا کر رکھتا بھی نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ﷺ
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

لیلیٰ کو اپنے مجنوں کا خیال آیا تو اس نے اس کو چوری بھیجی۔ چوری لے جانے والے نے کسی سے مجنوں کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ مجنوں کو کیا کہنا ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے اس کو چوری دینی ہے جو اس کے لئے لیلیٰ نے بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ میں ہی مجنوں ہوں۔ لیلیف کئی روز تک چوری بھیجتی رہی اور وہ مجنوں کھاتا رہا۔ ایک روز لیلیٰ نے اپنے ایلچی سے پوچھا کہ کیا مجنوں نے کبھی میرے متعلق کوئی بات پوچھی ہے کہ نہیں۔ ایلچی نے کہا کہ نہیں اس نے تمہارا حال احوال تو کبھی نہیں پوچھا۔ اسے تو بس چوری کا ہی انتظار ہوتا ہے۔ لیلیٰ نے اگلے روز چوری کی بجائے خالی پلیٹ اور چھری دی کہ مجنوں سے کہنا کہ وہ اپنے جسم کا آدھا کلو گوشت دے۔ ایلچی وہ لے گیا اور مجنوں کے پاس پہنچا۔ مجنوں نے جلدی جلدی رومال اٹھایا تو دیکھا کہ چوری کی بجائے چھری پڑی ہے تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ ایلچی نے کہا کہ آج چوری نہیں ہے بلکہ

لیلیٰ نے کہا ہے کہ آپ اپنے جسم کا آدھا کلو گوشت دے دیں تو مجنوں نے کہا کہ تمہیں غلطی لگ گئی ہے میں تو مجنوں نہیں ہوں۔ وہ مجنوں تو آگے بیٹھا ہے۔ خادم اس دوسرے مجنوں کے پاس پہنچا اور اپنا مدعا بیان کیا تو مجنوں خوشی میں کھڑا ہو گیا اور بڑی مسرت کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا کہ لیلیٰ نے اسے یاد کیا ہے اور پوچھا کہ کس جگہ کا گوشت مانگا ہے۔ خادم نے کہا کہ یہ تو میں نے نہیں پوچھا تو مجنوں نے کہا کہ اچھا ای میرے جسم کے ہر حصہ سے تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹ لو کیا خبر کہ لیلیٰ کو کس حصہ کا گوشت درکار ہے۔ حضرات مجنوں عاشق ہے اور اپنے معشوق کو اپنا جسم پیش کر رہا ہے اور یاد رکھیں کہ یہ عشق مجازی ہے' یہ عشق جھوٹا ہے لیکن لیلیٰ کے ساتھ اس کا عشق سچا ہے' پیار سچا ہے' اپنے جسم کی بھی پرواہ نہیں کر رہا ہے' اپنی جان کی بھی فکر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا عشق حقیقی ہے' سچا ہے اس لئے اس نے ازراہ کرم اپنے محبوب ﷺ کو اپنا سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ ہر چیز کی ملکیت عطا کر دی ہے۔ حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنی مرضی سے اپنی ملکیت اپنے محبوب ﷺ ﷺ کو عطا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نکتہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

# چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | وسیلہ محبوب ﷺ | ☆ | ادب و تعظیم محبوب ﷺ |
| ☆ | گریہ محبوب ﷺ | ☆ | نور الہدیٰ ﷺ |
| ☆ | عشق خیر الوری ﷺ | ☆ | عجب چیز ہے لذت آشنائی |
| ☆ | اطاعت محبوب ﷺ | ☆ | شمس الضحیٰ ﷺ |
| ☆ | شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ | ☆ | صاحب الجود والکرم ﷺ |
| ☆ | راحت دو جہاں ﷺ | ☆ | اسلام میں دل جوئی کا مقام |
| ☆ | لفظ ولی کا معنی و مفہوم | ☆ | اسلام میں دل شکنی جائز نہیں |
| ☆ | عقیدت کے پھول | ☆ | کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے |
| ☆ | آئینہ جمال کبریا ﷺ | ☆ | وسیلتنا فی الدارین ﷺ |
| ☆ | بنا کے مصور نے توڑا قلم | ☆ | جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو |
| ☆ | محبت اور علامات محبت | ☆ | کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد | ☆ | وبالوالدین احسانا |
| ☆ | عشق است امام من | ☆ | آنچہ خوباں ہمہ دارند |
| ☆ | رحمت دو جہاں ﷺ | ☆ | اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟ |
| ☆ | پیکر حسن و جمال ﷺ | ☆ | اسمائے محبوب ﷺ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | فضائل رمضان وقرآن مجید | ☆ | انما المؤمنون اخوہ |
| ☆ | روزہ کے طبی فوائد | ☆ | خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ |
| ☆ | فضیلت علم اور صاحب علم | ☆ | محبت الٰہی کے ثمرات |
| ☆ | قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے | ☆ | نور بشر کی وضاحت |
| ☆ | ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور | ☆ | میرے مرشد لجپال |
| ☆ | عظمت مصطفیٰ ﷺ | ☆ | خطبات زماں (1 تا 12) |
| ☆ | امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام | ☆ | مقالات زماں (1 تا 10) |
| ☆ | حقوق مصطفیٰ ﷺ | ☆ | مقالات عشق رسول ﷺ |
| ☆ | ورفعنالك ذكرك | ☆ | مقالات سیرت محبوب ﷺ |
| ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ | ☆ | مقالات صورت محبوب ﷺ |
| ☆ | نسبت محبوب ﷺ | ☆ | محبت کی لازوال داستاں |
| ☆ | جان ایماں ﷺ | ☆ | مساوات محبوب ﷺ |
| ☆ | روح ایماں ﷺ | ☆ | شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات |
| ☆ | مسلمانوں کے حقوق | | تم سے کیا محبت ہوگئی |
| ☆ | افضل الخلق ﷺ | | جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی |
| ☆ | احسن الخلق ﷺ | ☆ | کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن |
| ☆ | اول الخلق ﷺ | | عشق ہے تماشہ نہیں ہے |
| ☆ | پیکر نور ﷺ | ☆ | صبر حسین بھی ہے عشق |
| ☆ | تذکرہ حسن محبوب ﷺ | | صدق خلیل بھی ہے عشق |
| ☆ | اسلام میں دوستی کا تصور | ☆ | دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے |
| ☆ | علم کی فضیلت واہمیت قرآن و | ☆ | عارفانہ تقریریں |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | حدیث کی روشنی میں | ☆ | پیام محبت |
| ☆ | اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں | ☆ | وہ مصور کیسا ہوگا؟ |
| ☆ | نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و | ☆ | اہل دل |
| | سکوں ہے | ☆ | صحیفہ عشق |
| ☆ | جنت کے مالک | ☆ | عقل و عشق |
| ☆ | جہنم کا ایندھن | ☆ | عشق اور اہل عشق |
| ☆ | قلب سلیم | ☆ | ذوق زماں |
| ☆ | آداب محبت | ☆ | خیال زماں |
| ☆ | اسلاف کا جذبہ ایثار | ☆ | باب عشق |
| ☆ | اسلاف کا شوق علم | ☆ | داستان عشق |
| ☆ | اسلاف کا اخلاق | ☆ | شمع اور پروانے |
| ☆ | اسلاف کا عشق | ☆ | فضائل و مسائل نماز |
| ☆ | حقیقت عظمت | ☆ | نماز کے طبی فوائد |
| ☆ | حقیقت عشق (۱ تا ۴) | ☆ | نماز کے روحانی فوائد |
| ☆ | حقیقت انساں | ☆ | فضائل قرآن مجید |
| ☆ | عشق کی باتیں | ☆ | سوز محبت |
| ☆ | دیوان عشق | ☆ | اعزاز محبت |
| ☆ | بخشش کے بہانے | ☆ | حقیقی محبت |
| ☆ | عاشقانہ تقریریں | ☆ | حلاوت ایمان |
| ☆ | عالمانہ تقریریں | ☆ | حقیقت ایمان |
| ☆ | درس محبت | ☆ | دعوت فکر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ | بیان عشق و محبت | ☆ | جنت اور اہل جنت |
| ☆ | مدارج عشق و محبت | ☆ | احترام سادات |
| ☆ | کرامات اولیاء | ☆ | دنیا میں جنت |
| ☆ | محبت و محبوبیت | | میری پسند |
| ☆ | ماں کی عظمت | ☆ | روحانی حکایات |
| ☆ | محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے | ☆ | ،گلدستہ حکایات |
| ☆ | علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت | ☆ | لو میرج کی شرعی حیثیت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق | ☆ | صوفیاء اور عشق |
| ☆ | علماء اور عشق | ☆ | شعراء اور عشق |
| ☆ | خواص اور عشق | ☆ | عوام اور عشق |
| ☆ | حلاوت ایمان | ☆ | سلطان دو جہاں ﷺ |
| ☆ | اعزازِ محبت | ☆ | مدارجِ اہل علم |
| ☆ | عشق حقیقی و مجازی | ☆ | راہِ رسمِ عشق و محبت |
| ☆ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت | ☆ | حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ |
| ☆ | تاجدار عشق | ☆ | زلفوں کے اسیر |
| ☆ | تجھ سا حسین کوئی نہیں | ☆ | جان کائنات ﷺ |
| ☆ | باعث تسکینِ دل و جان ﷺ | ☆ | عامل اور عملیات |
| ☆ | حُسن ایماں | ☆ | معجزات انبیاء علیہ السلام |
| ☆ | زندگی آمد برائے بندگی | ☆ | میرے محسن |